حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سَو قصّے

مؤلّف

مولانا شعیب سرور

بیتُ العُلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۲۴۸۳ے

حضرت عائشہؓ

کے

سو۱۰۰ قصے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سو قصے

مؤلف

مولانا شعیب سرور

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور- فون: ۷۳۵۲۲۸۳

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

کتاب حضرت عائشہؓ کے ۱۰۰ قصے
مولف مولانا شعیب سرور
باہتمام مولانا محمد ناظم اشرف
ناشر بیت العلوم ۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
فون: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبۂ قرآن = بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

فہرست

مقدمہ

الحمد لله نحمده و نستيعنه، و نستغفره و نومن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيّاتِ اَعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى و نشهد ان لا اله الاّ اللّٰه و نشهدأنّ سيّدنا و سندنا و شفيعنا و مولانا محمد اعبده' ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم!
(انّ المسلمين و المسلمات و المؤمنين و المؤمنات و القٰنتين و القٰنتٰت و الصّٰدقين و الصّٰدقٰت و الصّٰبرين و الصّٰبرٰت و الخٰشعين و الخٰشعٰت و المتصدّقين و المتصدّقٰت و الصّآئمين و الصّٰئمٰت و الحٰفظين فروجهم و الحٰفظٰت و الذّاكرين اللّٰه كثيرا و الذّٰكرٰت أعَدَّاللّٰه لهم مغفرة وَّ اجراً عظيماً) (صدق الله العظيم)
(الاحزاب: ۳۵)

بعد الحمد والصلوۃ!

دین اسلام ابدی صداقتوں اور لافانی حقیقتوں کا حامل دین ہے یہی حقوق انسانیت کے تحفظ کا ضامن ہے۔ اور انسانی معاشرے کے ہر ہر گوشے کی فلاح و کامرانی کا مرکز و محور ہے۔ اس نے آ کر انسانی معاشرے کو غلاظتوں سے پاک کر کے اسے صحیح رخ دیا، کفر و شرک کی تاریک رات سے توحید و رسالت کا سپیدہ سحر نمودار کیا، معاشرتی برائیوں، مثلاً ظلم و ستم، جور و جفا، قتل و غارت، ناانصافی و مفاد پرستی، نفرت و عداوت، بغض و عناد، فحاشی و عریانی، دھوکہ فریب اور خود غرضیوں اور چیرہ دستیوں کی بیخ کنی کر کے، رحم و کرم، محبت و الفت، ہمدردی و پاسداری، عدل و انصاف اور شرم و حیاء کے گلشن آباد کر کے خطۂ ارضی کو ان کی جانفزاں خوشبو سے مہکا دیا۔

اسلام نے جہاں مسلم معاشرے کے ذرے ذرے کو اپنی فطرتی تعلیمات کے نور سے منور کیا وہاں اس نے معاشرے کی فلاح وکامرانی کی حقیقی اساس ''صنف نازک'' پر بھی وہ احسانات کیے جو کائنات کا کوئی دوسرا مذہب نہ کر سکا۔

جبکہ دیگر مذاھب کی رو سے دیکھا جائے تو عورت کسی بھی طرح بلند رتبہ اور مقام عظیم حاصل نہیں کرسکتی چاہے اس کے لیے وہ اپنی جان تک داؤ پر لگا دے..........! لیکن ''اسلام'' ہی وہ دین حق ہے جس نے قدم قدم پر عورت کو دنیا وآخرت میں عظمت و بلندی سے ہمکنار ہونے کی بشارتیں سنائی ہیں اور آسان ترین راہیں دکھلائیں ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے ایک طرف تو عورت کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی صورت میں عظمت بخشی ہے تو دوسری طرف اسی امت میں سے ان خواتین کو جو کہ رسول اقدس ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں، پوری امت کی روحانی مائیں ہونے کا بھی شرف عطا فرمایا ہے۔ (و ازواجه امهاتهم) (الاحزاب: ٦)

قرآن وحدیث میں امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے فضائل ومناقب تو جگہ جگہ بیان ہوئے ہیں لیکن ان امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق جو فضائل ومناقب قرآن وحدیث میں ملتے ہیں وہ ان کو سب ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں ایک عظیم مقام اور ممتاز حیثیت عطا کرتے ہیں۔ ان عظیم فضائل، اس ممتاز حیثیت اور بلند رتبے کی کئی وجوہات ہیں۔ آپؓ کی ذات گرامی حرم نبوت (ﷺ) ہونے کے ساتھ ساتھ خواتین اسلام کے لیے حیات دنیوی گذارنے کا ایک کامل ومکمل نمونہ بھی ہے۔ ایک مسلمان عورت کو کیسے زندگی گذارنی چاہیے؟ اسے کن کن عادات وصفات کو اختیار کرنا چاہئے؟ اس کی ازدواجی زندگی کیسی ہونی چاہیے؟ شوہر کے ساتھ کیسا تعلق ہونا چاہیے؟ اس کی طرز معاشرت، غمی وخوشی کے لمحات، صحت و بیماری کے اوقات، اپنے اور شوہر کے خاندان والوں کے سلوک و برتاؤ کس نوعیت کا ہونا چاہیے؟ اور ایک خاتون تعلیمی و عملی میدان میں اور خدمت دین کے لیے کیسے کوشاں ہوسکتی ہے؟

الغرض! حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت مبارکہ اور حیات طیبہ ان سب

امور کی راہنمائی سے لبریز ہے اور ہر عورت آپؓ کے نقش قدم پر چل کر ان مقاصد کو حاصل کر سکتی ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس! کہ آج کتنی ہی مسلمان خواتین اسلام ہیں جو زندگی کے ہر ہر موڑ پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت مبارکہ سے روشنی حاصل کرتی ہیں......! بلکہ صورتحال تو یہ ہے کہ آج کے مسلم معاشرے میں مغرب کی بد بودار تہذیب و تمدن کا ایک خوفناک طوفان برپا ہو چکا ہے کہ جس کو دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے کہ کہیں یہ خوفناک طوفان پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہی و بربادی اور ذلت و پستی کو اس کا مقدر نہ بنا دے..........!

بحر کیف! ان ناگفتہ بہ حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم معاشرے میں اسلامی طرز زندگی کو فروغ دیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ مسلم خواتین کے سامنے اسلام کی اولعزم اور مقدس و مطہر خواتین کے حالات زندگی اور کارہائے نمایاں کو واضح کیا جائے تاکہ ان کے حالات و واقعات کو پڑھ کر مسلم خواتین کی زندگیاں اسلامی نہج پر قائم ہو سکیں۔ زیر نظر کتاب ''سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سو قصے'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جو کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ اور اس میں آپؓ کی مبارک زندگی کے ان پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ جن کے مطالعہ سے جہاں طرز زندگی کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے وہاں روح کو بالیدگی اور ایمان کی تازگی بھی نصیب ہوتی ہے۔

خصوصیات:

۱۔ اس کتاب کی تالیف میں معتمد و مستند کتب تفسیر و حدیث و تاریخ سے مدد لی گئی۔ اور عربی ماخذ کو ترجیح دی گئی ہے۔

۲۔ جس مقام پر توضیح و تشریح کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں مستند تعلیقات اور شروح کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔

۳۔ جو واقعات حدیث کی نو کتابوں (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ،

دارمی، مسند احمد، موطا امام مالکؒ) سے لیے گئے ہیں ان کے ساتھ ان کا رقم الحدیث میں درج کر دیا گیا ہے۔ اور یہ ترقیم ''ترقیم العالیہ'' کے مطابق ہے۔

۴۔ اس کے علاوہ کئی مقامات پر کتب حدیث میں ہے رقم الحدیث کے بجائے یا رقم الحدیث کے ساتھ کتاب کی جلد اور صفحہ نمبر بھی لکھ دیا گیا ہے۔

۵۔ کتاب کے آغاز میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مختصر تعارف اور فضائل ومناقب بھی مذکور ہیں۔

۶۔ دلچسپ عنوانات اور اشعار کے ذریعے سے تنشیط قاری کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اظہار تشکر:

اس مقدمہ میں اگر محسنین کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ احسان فراموشی کے مترادف ہوگا۔ چنانچہ اس موقعہ پر بندہ اپنے محسن ومشفق استاد محترم حضرت مولانا ناظم اشرف صاحب (مدیر بیت العلوم) کا بے حد ممنون ہے کہ جن کے حکم پر اس کام کو شروع کیا گیا اور جن کی راہنمائی، سرپرستی حوصلہ افزائی اور دعائیں کام کی ابتداء سے اختتام تک بندہ کے شامل حال رہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت استاد محترم مدظلہم اور آپ کے جملہ معاونین کو یعنی شان کے اجر عظیم عطا فرمائے۔ اسی طرح بندہ ہونہار برادر عزیز مولانا محمد اویس صاحب (زید مجدہم) کا بھی ممنون ہے کہ جنہوں نے بندہ کو مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں بھی برکتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

بندہ حقیر قارئین سے آخری گذارش یہ کرنا چاہتا ہے کہ بندہ اپنی کم علمی اور بے مائیگی کا مقر ہے۔ اس لئے یہ کتاب جو کہ درحقیقت ایک ادنیٰ سی طالبعانہ کاوش ہے یقیناً موضوع کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے ازراہ کرم اگر اس کام میں کوئی خوبی پائی جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کا فضل اور بڑوں کی دعاؤں کا نتیجہ شمار کیا جائے اور جو خطا اور لغزش پائی جائے تو اسے شیطانی وسوسہ سمجھتے ہوئے بندہ کو ہی قصوروار سمجھا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش ناتمام کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے، اور اس کا نفع عام فرما کر اسے بندہ، بندہ کے والدین اور اساتذہ کرام کے لیے ذریعہ نجات بنائے (آمین)

(ابن سرور محمد شعیب)

تعارف

نام ونسب اور خاندان:

آپ کا نام گرامی ''عائشہ''، لقب ''صدیقہ'' کنیت ''ام عبداللہ'' اور خطاب ''ام المومنین'' ہے۔

آپؓ کا سلسلہ نسب والد ماجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے کچھ اس طرح ہے:

''عائشۃ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک''۔

جبکہ والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے سلسلہ نسب کچھ یوں ہے:

''ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذنیہ بن سبیع بن دھمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ''۔

آپؓ کی رضاعی والدہ وائل کی بیوی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں جا کر مل جاتا ہے اور والدہ ماجدہ کی جانب سے گیارھویں، بارھویں پشت پر کنانہ پر جا کر ملتا ہے آپؓ کے والد گرامی مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، نبوت ملنے سے پہلے اور بعد کے رسول اقدس ﷺ کے سفر وحضر کے رفیق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شرافت اور بزرگی واولعزمی سے کون انکار کرسکتا ہے............؟ ایسے ہی آپؓ کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی عظیم المرتبت صحابیہ تھیں۔

ولادت باسعادت:

حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح عبداللہ ازدی سے ہوا عبداللہ کی وفات کے بعد آپؓ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آئیں، پھر ان کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بیٹا عبدالرحمٰن اور ایک بیٹی عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عطا فرمائے۔

جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سن ولادت کا تعلق ہے تو آپؓ کے سن ولادت کے

بارے میں تاریخ وسیر کی کتب خاموش ہیں۔

البتہ اتنی بات متفقہ طور پر ثابت ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے آپؓ ۶ سال کی تھیں۔ ۶ سال کی عمر میں ہی نکاح ہوا، شوال ۱ھ میں ۹ سال کی تھیں کہ رخصتی ہوئی، ۱۸ سال کی عمر میں ربیع الاول ۱۱ھ میں بیوہ ہوئیں۔ اس طرح ان کی ولادت کی صحیح تاریخ نبوت کے پانچویں سال کا آخری حصہ ہوگا یعنی شوال ۹ھ قبل ہجرت بمطابق جولائی ۶۱۴ء

(سیرت عائشہؓ)

بچپن کا سنہری دور:

حرم نبوت، سیدہ کائنات، ام المومنین، حبیبہ حبیب خدا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس گلشن صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں آنکھ کھولی تھی جہاں سب سے پہلے اسلام کی جانفزاں اور دلنواز خوشبو کے جھونکے پہنچے تھے۔ اور جو گلشن شروع ہی سے آفتاب نبوت کی ضیاپاشیوں سے منور رہا تھا۔ کفر و شرک کی کوئی چنگاری اس دبستان کا رخ کرنے کی جرأت نہ کرسکی تھی یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار بھی ان نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے جن کا دامن ہمیشہ کفر و شرک اور بدعات و خرفات کی آلودگیوں سے پاک وصاف رہا ہے۔

جب رسول اکرم ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں بنی ہوئی مسجد میں تشریف لاتے اور نہایت رقت آمیز تلاوت فرماتے تو آپؓ ان موقعوں سے بھی مستفید ہوتیں اگرچہ زمانہ طفولیت، زمانہ طفولیت ہی ہوتا ہے مگر پروردگار عالم نے جن مقدس ہستیوں کو بلندیوں کو معراج پر پہنچانا ہوتا ہے وہ شروع ہی سے انہیں خداداد صلاحیتوں سے نواز دیتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس عہد طفولیت کو بھی رائیگاں نہیں جانے دیا بلکہ اپنے فوق الفطرۃ حافظہ سے کام لیتے ہوئے اسے بھی قیمتی بنایا۔

فوق الفطرۃ حافظہ کا کرشمہ:

خود فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی:

(بل الساعة موعدهم و الساعة ادهى و امر)

(سورۃ القمر: ۴)

(ترجمہ) ''بلکہ قیامت کا روز ان کے وعدہ کا دن ہے، وہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہوگی''

تو میں کھیل رہی تھی۔ (راہ البخاری ۲/ کتاب التفسیر۔ سورۃ القمر)

اسی طرح ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گڑیوں سے کھیل رہی تھیں۔ ان گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا، جس کے دائیں بائیں دو پر لگے ہوئے تھے، رسول اکرم ﷺ کا وہاں سے گذر ہوا تو آپؐ نے گھوڑے کے متعلق دریافت فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ یہ گھوڑا ہے آپؐ نے فرمایا کہ ''گھوڑوں کے پر تو نہیں ہوتے'' تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے برجستہ جواب دیا: کیوں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تو تھے'' (مشکوۃ عشرۃ النساء)

تعلیم و تربیت

والد گرامیؓ کی آغوش میں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دیگر اولاد کی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی تربیت فرماتے تھے، اور یہی سلسلہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے بعد بھی جاری رہا اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی معمولی لغزش کے سرزد ہونے پر بھی اپنے والد بزرگوار سے بہت سہمتی تھیں اور بسا اوقات تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے سامنے بیٹی کی سرزنش فرمادیا کرتے تھے۔

درسگاہ معلم اعظم میں:

اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابتداء ہی سے اپنے والد ماجد کے آغوش تربیت میں پروان چڑھی تھیں اور تاریخ وادب کی تعلیم انہی سے حاصل کی تھی تاہم پھر بھی آپؓ کی تعلیم و تربیت کا اصل اور بنیادی دور رسول اقدس ﷺ کی خدمت عالیہ میں بحیثیت زوجہ محترمہ حاضر ہونے کے بعد ہی شروع ہوا تھا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جو کے انسانیت کے معلم اعظم تھے خود آپؓ کی ایک ایک ادا اور

ایک ایک حرکت کی نگرانی فرماتے تھے اور جہاں معمولی سی لغزش بھی نظر آتی تو ہدایت وتعلیم سے اسے دور فرمادیتے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیخود بھی عادت مبارکہ یہی تھی کہ جب کبھی کوئی بھی مسئلہ درپیش ہوتا یا کوئی دین کی بات سمجھ میں نہ آتی تو فوراً رسول اقدس ﷺ سے دریافت فرمالیتیں۔ چنانچہ آپؓ نے اسی زمانے میں پڑھنا لکھنا سیکھا، ناظرہ قرآن حکیم پڑھا، علم انساب سے گہری واقفیت حاصل کی، وفود عرب سے علم طب سیکھا، اسرار شریعت سے آگاہی، ضروریات دین کی معرفت اور تمام علوم قرآنیہ وعلوم نبویہ (علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیمات) میں مکمل مہارت کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت سے مسائل کے استنباط واستخراج کرنے میں ید طولیٰ بھی حاصل کیا۔ اس طرح یہی بارگاہ نبوت اور انسانیت کے معلم اعظم (ﷺ) کی درسگاہ رسالت ہی آپؓ کے علم وفضل کے کمال کا سب سے بڑا اور بنیادی ذریعہ ثابت ہوئی۔

گھریلو زندگی:

آپؓ کی گھریلو زندگی فقر وفاقہ اور نہایت سادگی میں بسر ہوئی تھی جس گھر میں دلہن بن کر آئیں وہ بارگاہ نبوت تھا، جس کی کل کائنات چند اشیاء تھیں، راتوں کو چراغ جلانا بھی گھر والوں کی استطاعت سے باہر تھا، چالیس چالیس راتیں گذر جاتیں مگر گھر میں چراغ روشن نہ ہوتا، مہینہ مہینہ گھر میں چولہا نہ جلتا، صرف چھوارے کھا کر اور پانی پی کر گذارہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی گھر میں کچھ آ بھی جاتا تو وہ بھی فیاضی طبع سے راہ خدا کی نظر ہو جاتا۔ گھر میں کل دو ہی آدمی تھے رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور کچھ دنوں بعد باندی حضرت بریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی گھر والوں میں شامل ہوگئیں۔

البتہ ایک گراں قدر دولت اس گھر میں موجود تھی اور وہ تھی اہل خانہ کی باہمی محبت و الفت............! یہی وجہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نو برس کی ازدواجی زندگی میں مصائب وآلام، پریشانیوں اور تنگدستیوں کے باوجود صرف ''واقعہ ایلاء'' کے علاوہ کبھی کوئی غیر معمولی باہمی رنجش کا واقعہ پیش نہ آیا، اور گلشن نبوت (علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ) باہمی محبت والفت، ہمدردی وخیر خواہی اور اتفاق واعتماد کی خوشبو جانفزاں سے سدا مہکتا رہا۔

اخلاق وعادات:

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بے پناہ خصائل جمیلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف فرمایا تھا، زندگی اگرچہ حالت عسر میں بسر ہوئی تھی مگر پھر بھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا اور قناعت کا چراغ روشن کیے رکھا بلکہ ہمیشہ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور آپ کی مسرت ورضا کے حصول میں کوشاں رہتیں تھیں۔ یہاںتک کہ آپؐ کے قربت داروں کا بھی حتی الامکان خیال رکھتی تھیں۔

عبادت میں مشغولیت کا یہ حال تھا کہ تہجد چاشت اور دیگر نوافل کسی صورت بھی ترک نہ فرماتی تھیں، سخت اور شدید ترین گرمیوں کے دنوں میں بھی روزے سے ہوتیں، ہر سال حج کرنے کا معمول تھا، خوف الٰہی اور فکر آخرت ہر وقت غالب رہتی تھی، خوف آخرت جب آنسو بن کر آنکھوں سے ظاہر ہوتا تو پھر کسی طرح تھمتا نہ تھا، رقیق القلب اتنی تھیں کہ بہت جلد چشم نم ہو جاتی تھی، فیاضی طبع اور سخاوت کا یہ حال تھا کہ ایک لاکھ درہم ایک دن میں صدقہ کر دینا اور اپنے لیے کچھ باقی نہ رکھنا معمولی بات تھا، ہمیشہ خواتین کی مدد ونصرت فرماتیں تھیں، اوران کی جائز سفارش سے کبھی دریغ نہ فرماتیں۔

حتی الوسع کسی کا احسان نہ لیتی تھیں خود دار ہونے کے ساتھ ساتھ انصاف پسند بھی بہت تھیں، جرأت وشجاعت کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو اٹھ کر تنہا قبرستان چلی جاتی تھیں، آپؓ کے میدان جہاد میں کارہائے نمایاں تاریخ کے سینے پر نقش ہیں، کلمہ حق کے اظہار میں بڑے سے بڑے حاکم کو بھی خاطر میں نہ لاتی تھیں، بہت حساس طبیعت کی مالک تھیں ذرا ذرا سی اور معمولی معمولی باتوں کا بھی خیال رکھتی تھیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اصلاح بین الناس کا فریضہ ہمیشہ ادا کرتی تھیں، غلاموں اور ماتحتوں سے حسن سلوک اور شفقت ومہربانی کا معاملہ فرماتی تھیں، اپنی سوکنوں تک سے نیک برتاؤ کرتیں اور ان کی خوبیوں کو کھلے دل سے بیان فرماتی تھیں۔ لوگوں سے حسب حیثیت معاملہ کرنا آپؓ کی عادت ثانیہ تھی۔

غیبت، بدگوئی، الزام تراشی اور طعن وتشنیع سے ساری زندگی اجتناب فرمایا۔ ''پردہ'' جو نسوانیت کا وصف لازم اور فطرتی متاع ہے۔ کا ہمیشہ سختی سے خیال رکھتی تھیں حتی کہ اپنے رضاعی والد کے بھائی سے بھی پردہ کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے پر ان سے پردہ

ترک فرمایا۔

ان سب خصوصیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو عاجزی و انکساری کی صفت عظیمہ بھی عطا کر رکھی تھی۔ چنانہ آپؓ سراپا عجز و انکساری تھیں۔ اپنی تعریف دوسروں کی زبان سے بھی پسند نہ فرماتی تھیں اور یہی حالت و عادت مرض وفات میں بھی طاری تھی اور اسی وجہ سے آپؓ کو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حاضر ہونے کی اجازت دینے میں تامل تھا کہ کہیں وہ آکر میری تعریف کرنے نہ لگ جائیں۔

الغرض! آپؓ کی ذات گرامی ایسی جامع المحاسن تھی کہ جس میں صداقت، دیانت، امانت، قناعت، اطاعت، طہارت، سخاوت، شجاعت، فقاہت، عنایت۔ عبادت، زہانت، فطانت، فصاحت، بلاغت، عفت، خشیت للہت زہد، تقویٰ، سادگی، خودداری، انکساری، صبر و تحمل اور عفو و درگذر جیسی تمام صفات حسنہ یکجا تھیں۔

روایت حدیث:

آپؓ سے صحابہ کرام و صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک کثیر جماعت نے علمی استفادہ کیا دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرح آپؓ بھی اپنے غلام ابو یونس سے جو کہ فن کتابت جانتے تھے۔ قرآن حکیم کا نسخہ لکھوالیا تھا، اسی طرح آپؓ سے کثیر تعداد میں تفسیری روایات بھی منقول ہیں اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں جس قدر بھی تفسیری روایات نقل فرمائی ہیں ان میں اکثر رویات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔

علم حدیث کے میدان میں بھی آپؓ کی عظیم خدمات موجود ہیں۔ آپؓ ''بلغوا عنی ولو آیة'' کی عملی تصویر تھیں اور ہر لحہ فرامین رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو امت تک پہنچانے کی فکر میں مگن رہتی تھیں۔ اسی وجہ سے آپؓ کی مرویات کی تعداد۔ جو کہ ''۲۲۱۰'' ہے۔ چند حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ سب سے زیادہ ہے۔ ان ۲۲۱۰ روایات میں سے صحیحین میں ۲۸۶ روایتیں داخل ہیں جن میں سے ۱۷۴ حدیثیں دونوں میں مشترک ہیں۔ بقیہ روایات حدیث کی دوسری کتابوں میں مذکر ہیں۔ (سیرت عائشہؓ ص ۱۸۸)

درایت حدیث:

کثرت روایت کے ساتھ ساتھ، تفقہ، اجتہاد، اور مسائل دینیہ کا استخراج واستنباط بھی آپؓ کی سیرت طیبہ کا درخشاں پہلو ہے جس میں آپؓ نہ صرف کائنات نسوانی میں بلکہ اہل علم مردوں سے بھی ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کوفہ کو دارالحکومت بنایا تو اس وقت چونکہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے اکثر وبیشتر حضرات دیگر شہروں میں جا چکے تھے تو مدینہ طیبہ میں زیادہ تر جن حضرات کے دم سے فقہ وفتاوی کا گلشن آباد تھا ان میں سے ایک سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات بابرکات بھی تھی۔

پھر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تمام اسلامی ممالک میں علم دین کی شمع روشن کی تو آپؓ درسگاہ اعظم حجرۃ نبوی (علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیمات) میں سکونت پذیر تھیں۔ نابالغ لڑکے، عورتیں اور وہ مرد جن کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پردہ نہ تھا، وہ سب حجرہ مبارک کے اندر آ کر بیٹھ جاتے تھے اور باقی لوگ مجلس علم میں شرکت کے لئے حجرۃ کے سامنے مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ جاتے تھے دروازے پر پردہ رہتا، اور آپؓ پردہ کی اوٹ میں تشریف فرما ہو جاتیں اور یوں تعلیم وتعلم اور سوالات وجوابات کا سلسلہ جاری رہتا۔

اس حلقہ درس کے علاوہ آپؓ خاندان کے لڑکوں، لڑکیوں اور شہر کے یتیم بچوں کو بھی اپنی آغوش تربیت میں لے کر تعلیم دیتی تھیں۔ اسی طرح ہر سال حج کے مبارک موقع پر بھی کوہ حرا اور مقام ثبیر کے درمیان میں آپؓ کا خیمہ نصب ہوتا اور تشنگان علم دور دراز ممالک سے جوق در جوق حاضر ہو کر خیمے کے گرد حلقہ درس میں شریک ہوتے اور دینی و علمی پیاس بجھاتے۔ یہی وجہ تھی کہ عہد تابعین میں سے اس دور کے تمام علمائے حدیث آپؓ سے فیض یافتہ تھے۔

فضائل ومناقب

بارگاہ الٰہی میں رتبہ:

بارگاہ الٰہی میں آپؓ کا کیا مرتبہ تھا؟ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ (۱) اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی برأت کے اظہار کے لئے سترہ آیاتِ قرآنیہ نازل فرما دیں۔ جو قرآن مجید کا حصہ ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ آپؓ کی عظمت وشان کا منہ بولتا ثبوت بنی رہیں گی۔ (۲) اسی طرح آپؓ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیمّم کا حکم نازل فرما کرامت کے لئے آسانی کا راستہ فراہم کیا۔ (۳) اذن الٰہی سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپؓ کی تصویر لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ ''یہ آپ کی دنیا وآخرت میں بیوی ہوں گی'' (۴) اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے آپؓ کو حضرت جبرائیل کا سلام بھی پہنچایا۔

''انّ جبرئیل یقر أعلیک السلام''

رواہ البخاری کتاب الاستئذان (۵۷۸۳) ومسلم کتاب فضائل الصحابہؓ (۴۴۷۹) والترمذی کتاب الاستئذان (۲۶۱۷)

بارگاہ رسالت میں رتبہ:

بارگاہ رسالت (ﷺ) میں آپؓ کی عظمت ومرتبت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے بلکہ عام وخاص سب کے ہاں مسلم ہے۔

(۵) ''عن ابی موسی الاشعری قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضل عائشۃ علی النسآء کفضل الثرید علی سائر الطعام .

رواہ البخاری کتاب احادیث الانبیاء (۲۱۷۹) ومسلم کتاب فضائل الصحابہؓ (۴۴۵۹) والترمذی کتاب الاطعمہ (۱۷۵۷)

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسی ''ثرید'' کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

''ثرید سالن یا شوربے وغیرہ میں روٹی ڈال کر تیار کیے جانے والے کھانے کا نام ہے جو عرب میں سب سے زیادہ مرغوب کھانا تھا۔

(٦)عن عمرو بن العاص ان النبی صلی الله علیه وسلم
بعثه علی جیش ذات السلاسل فاتیته فقلت ای الناس
احب الیک قال عائشة.

رواہ البخاری کتاب المناقب (۳۳۸۹) ومسلم کتاب فضائل الصحابہؓ (۴۳۹۶) والترمذی کتاب المناقب (۳۸۲۰)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ کون پسند ہے تو آپؐ نے فرمایا: ''عائشہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۷) ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لاتوزینی فی عائشة فان الوحی لم یأتنی و انافی ثوب
امراة الاّ عائشة''

رواہ البخاری کتاب الھبۃ (۲۳۹۳) ومسلم کتاب فضائل الصحابہؓ (۴۴۷۱) والترمذی کتاب المناقب (۳۸۱۴)

''(مجھ سے غیر اختیار چیز کا مطالبہ کر کے) مجھے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)
کے بارے میں تکلیف نہ پہنچاؤ پس بے شک مجھ پر عائشہ کے بستر
کے علاوہ کسی کے بستر میں وحی نہیں اتری''

(۸) ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ:

''ای بنیه الست تحبین ما احب فقالت بلی فقال فاحبی
هذه لعائشة''

رواہ البخاری کتاب الھبۃ (۲۳۹۳) ومسلم کتاب فضائل الصحابۃ (۴۴۷۲) والنسائی کتاب عشرۃ النساء (۳۸۸۳)

''اے پیاری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی جس سے میں محبت
کرتا ہوں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: کیوں نہیں (یعنی
میں بھی اس سے ضرور محبت کروں گی جس سے آپؐ کو محبت ہے) تو
آپؐ نے فرمایا: سو تم اس عائشہ سے محبت کرو''

(۹) رسول اکرم ﷺ کو آخری وقت میں مسواک چبا کر دینے والی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی تھیں، اور آپؐ جب دیگر ازواج کے حجروں میں تھے تو مرض کے باوجود دریافت فرماتے

تھے کہ آج کون سا دن ہے؟ گویا آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کے دن کا انتظار فرما رہے ہیں چنانچہ آپؐ سب ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی درخواست پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے آئے۔

"عن عائشه قالت ان كان رسول الله ليتعذرفي مرضه
اين انا اليوم اين انا غدا استبطاءً ليوم عائشه"

(رواہ البخاری کتاب الجنائز (۳۰۰) ومسلم کتاب السلام (۴۰۶۵) والترمذی کتاب الدعوات (۳۴۱۸) وابن ماجۃ)

اکابرین امت کی نظر میں:

(۱۰) "عن ابي موسى قال ما اشكل علينا اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث قط فسألنا عائشة الا و جدناعند هامنه علماً.

(رواہ الترمذی کتاب المناقب ۳۸۱۸)

"حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی ہم صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو کوئی ایسی مشکل بات پیش آئی۔ اور ہم نے اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا تو ہم نے آپؓ کو اس کے بارے میں ذی علم پایا"

(۱۱) عن موسى بن طلة قال مارايت احدا افصح من عائشه.

"حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ فصاحت والا کسی کو نہیں پایا"

(۱۲) تابعین کے پیشوا حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"لو جمع علم الناس كلهم و علم ازواج النبي صلى الله عليه وسلم فكانت عائشه اوسعهم علما"

"اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کا علم ایک جگہ جمع کیا جاتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم ان میں سب سے وسیع ہوتا"

(۱۴) ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

"کانت عائشہ اعلم الناس یسئلھا الاکابر اصحاب رسول اللہ ﷺ"

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام لوگوں میں سے زیادہ عالمہ تھیں، بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے پوچھا کرتے تھے"

وفات:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری زمانے میں، ۶۸/ سرسٹھ برس کی عمر میں، ۵۸ھ میں رمضان المبارک میں علیل ہوئیں اور بالآخر ۱۷ رمضان المبارک کو جان جانِ آفرین کے حوالہ کردی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون.

آپؓ نے کچھ متروکات چھوڑے جن میں ایک جنگل بھی تھا۔ یہ ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حصہ میں آیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پر کا اس جنگل کو ایک لاکھ درہم میں خرید لیا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کثیر رقم کو اپنے عزیزوں میں تقسیم فرما دیا۔

﴿سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح﴾

رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد غمگین رہنے لگے تھے، چنانچہ حضرت عثمان بن مطعون کی اہلیہ محترمہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ:

یارسول اللہ! آپ دوسرا نکاح کر لیجئے۔

آپؐ نے فرمایا کہ کس سے کروں؟

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا بیوہ اور کنواری دونوں طرح کی لڑکیاں موجود ہیں آپ (ﷺ) ان میں سے جن سے چاہیں نکاح کرلیں۔

آپؐ نے فرمایا: وہ کون ہیں؟

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں اور کنواری حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ تم عائشہ کے متعلق گفتگو کرو۔

چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تشریف لے گئیں اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتے کے متعلق بات کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ: خولہ! عائشہ تو آنحضرت ﷺ کی بھتیجی ہے (یعنی جب حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپؐ کی بھتیجی ہیں تو پھر ان کا نکاح آپؐ سے کیسے ہوسکتا ہے؟)

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے واپس آکر نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ: ابوبکر میرے اسلامی بھائی ہیں اور اسلامی بھائیوں کے ہاں نکاح کرنا جائز ہے۔

جب یہ مسئلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے بسر و چشم اس مبارک رشتے کو قبول کرلیا لیکن چونکہ اس سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت جبیر ابن مطعم کے بیٹے سے طے ہو چکی تھی اس لئے ان سے بھی پوچھنا ضروری تھا۔ لہٰذا حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ جبیر بن مطعم کے ہاں تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کہ تم نے عائشہ کی نسبت اپنے بیٹے کی طرف کی تھی اب تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ جبیر بن مطعم کا گھرانہ ابھی تک مشرف بااسلام نہیں ہوا تھا اس لئے ان کی بیوی بولی کہ: اگر یہ لڑکی (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہمارے گھر آ گئی تو ہمارا لڑکا بھی اپنے آباؤ اجداد کے دین سے پھر جائے گا، اور ہمیں کسی صورت بھی یہ بات منظور نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے آئے اور خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ: مجھے یہ رشتہ منظور ہے اور رسول اللہ ﷺ جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں چنانچہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھایا اور مہر کی مقدار چار سو درہم مقرر ہوئی۔

(رواہ بخاری، کتاب المناقب (۳۶۰۵) ومسلم کتاب النکاح (۳۷۶۳) والنسائی کتاب النکاح (۳۲۰۳))

حضرت ام المومنینؓ کی مدینہ طیبہ ہجرت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نکاح کے بعد تقریباً تین برس تک اپنے والدین کے گھر میں ہی رہیں ان تین سالوں میں سے دو سال تین مہینے مکہ مکرمہ اور سات، یا آٹھ مہینے، ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں گذرے اور ہجرت کا قصہ یوں پیش آیا:

جب مشرکین مکہ اور دشمنان اسلام کا ظلم و ستم اپنی تمام حدوں کو عبور کر گیا اور اس کے شعلون نے تمام نہتے، اور مخلص مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت فرمانے کا ارادہ کر لیا۔

اس واقعہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا روزانہ کا معمول تھا کہ آپؐ ہر روز صبح یا شام کے وقت ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن دوپہر کے وقت آپؐ چہرہ انور پر چادر لپیٹ کر خلاف معمول ہمارے گھر تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں صاحبزادیاں تشریف فرما تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے پکار کر فرمایا کہ: ابوبکر! ذرا اپنے پاس سے لوگوں کو ہٹا دو میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! یہاں کوئی غیر موجود نہیں ہے صرف آپ ہی کے اہل خانہ ہیں آپ تشریف لائیے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مل جل کر سامان سفر تیار کیا اور دونوں حضرات نے اپنے وطن کو خیر باد کہتے ہوئے مدینہ طیبہ کا رخ کیا اور اپنے تمام اہل وعیال کو بھی مکہ مکرمہ میں ہی دشمنوں چھوڑ دیا۔

جب مدینہ طیبہ میں حالات سازگار ہوئے تو آپؐ نے اپنے اہل وعیال کو بھی مدینہ طیبہ لانے کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے ایک غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ کی طرف روانہ کیا۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک آدمی کو مکہ مکرمہ بھیج کر دیا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دونوں بہنوں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکہ مکرمہ سے لے کر روانہ ہوئے اتفاق سے جس اونٹ پر حضرت عائشہ اور حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سوار تھیں وہ بدکا اور بھاگ نکلا اور تیز رفتاری سے دوڑا کہ ایسا لگتا تھا کہ اس پر بندھی ہوئی ڈولی جس میں حضرت عائشہ اور ان کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سوار تھیں اب گرتی ہے اور اب گرتی ہے۔

اونٹ نہایت سبک رفتاری سے دوڑتا جا رہا ہے اور حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی لختِ جگر کی فکر میں زار وقطار رو رہی ہیں بالآخر کئی میلوں بعد اس اونٹ پر قابو پایا گیا تو ان کو تشفی ہوئی اور ان کے بہتے ہوئے آنسو تھمے۔

(رواہ البخاری، باب الھجرۃ (۳۹۰۵) طبقات النساء بحوالہ سیرت عائشہؓ)

سرور کائنات ﷺ کے گھر تشریف آوری (رخصتی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بنو حارث ابن خزرج کے محلے میں قیام کیا اور یہیں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ سات، آٹھ ماہ تک ٹھہری رہیں۔ مدینہ طیبہ کی آب وہوا کے ناموافق آنے کی وجہ سے اکثر

حضرات مہاجرین بیماری ہو گئے خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہو گئے، یہاں تک کہ بیماری کی شدت کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر کے بال تک گر گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحت یابی کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ یارسول اللہ! اب آپ اپنی بیوی کو اپنے گھر ہی کیوں نہیں بلوا لیتے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس مہر ادا کرنے کے لیے رقم نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ میری دولت قبول فرما لیجئے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بارہ اوقیہ اور ایک نش یعنی سو روپے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قرض لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھجوا دیئے۔ پھر انصار کی خواتین دلہن کو لینے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں۔ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آواز دی وہ اس وقت سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں۔

ماں نے اپنی پیاری بیٹی کا ہاتھ پکڑا اس کا منہ دھلایا بال سنوارے اور پھر ان کو اس کمرے میں لے آئیں جہاں انصار کی عورتیں پہلے سے دلہن کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ دلہن جب اندر داخل ہوئی تو مہمانوں نے ''علی الخیر والبرکۃ وعلی خیر طائر'' (یعنی تمہارا آنا بخیر وبرکت ہو) کی صدا بلند کر کے دلہن کا والہانہ طریقے سے استقبال کیا۔

کچھ دیر کے بعد خود سرور کائنات ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلی ہیں بیان کرتی ہیں کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خاطر مدارت اور مہمان نوازی کے لئے دودھ کے ایک پیالے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ چنانچہ وہی دودھ کا پیالہ آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور اس میں سے تھوڑا سا دودھ پی کر اسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بڑھایا، وہ شرمانے لگیں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا عطیہ ہے اسے واپس نہ کر۔ چنانچہ انہوں نے شرماتے شرماتے پیالہ لے لیا اور تھوڑا سا دودھ پی کر رکھ دیا۔ آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے فرمایا کہ پیالہ اپنی سہیلیوں کو پینے کے لئے دے دو تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت خواہش نہیں ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ جھوٹ نہ بولو کیونکہ ہر شخص کا ایک ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے۔

یوں سرور کائنات ﷺ اور صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے لے کر رخصتی تک کے تمام امور نہایت سادگی اور بے تکلفی سے انجام پائے۔

(رواہ مسلم کتاب النکاح (۲۵۴۸،۵۴۷) وابوداؤد کتاب النکاح (۱۸۱۱) وابن ماجہ کتاب النکاح (۱۸۶۶) واحمد باقی مسند الانصار)

﴿رسول اکرمؐ کا حضرت عائشہؓ کی نیند کا خیال رکھنا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات جس رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تھے آپؐ نے چادر رکھی اور جوتے مبارک اتارے میں ان کو (چادر و جوتے مبارک) آپؐ کے پاؤں مبارک کے قریب رکھ دیا۔

آپؐ کروٹ کے بل لیٹ گئے پس آپؐ اتنی ہی دیر لیٹے ہوں گے کہ جتنی دیر میں آپؐ نے یہ گمان کیا ہوگا کہ میں سوگئی ہوں۔ (جب آپؐ نے یہ خیال فرمایا کہ میں سوگئی ہوں) آپؐ نے نہایت آہستگی سے اپنی چادر اٹھائی اور نہایت آہستہ سے جوتے پہنے اور دروازے سے باہر نکلے اور نہایت نرمی اور آہستگی کے ساتھ دروازے کو بند کیا تو میں نے بھی اپنے آپ کو ڈھانپا اور رسول اکرم ﷺ کے پیچھے چلنے لگی۔ یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ ''جنت البقیع'' میں پہنچ گئے پھر آپؐ کافی دیر تک کھڑے رہے پھر آپؐ نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پھر آپ تیزی سے لوٹے اور میں بھی تیزی سے گھر کی طرف پلٹی اور آپؐ سے پہلے گھر پہنچ گئی میں لیٹی ہی تھی کہ رسول اکرم ﷺ گھر میں داخل ہوگئے اور مجھے پیار سے فرمایا: ''اے عائشہ! تم گھبرائی ہوئی اور بے چین کیوں ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کوئی بات نہیں ہے یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کہ تم مجھے بتاتی ہو یا ''لطیف وخبیر'' ذات مجھے خبر دے؟ آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور آپؓ نے سارا ماجرا حضور اکرم ﷺ کو سنا دیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ وہ سایہ تمہارا ہی تھا جو میں نے اپنے آگے دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ چنانچہ آپؐ نے مجھے (پیار سے) مکا مارا جس سے مجھے تھوڑی سی تکلیف محسوس ہوئی۔ اور پھر فرمایا کہ کیا تم یہ گمان کرتی ہو کہ کیا اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی کریں گے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا لوگ جتنا بھی کسی بات کو چھپالیں لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ میرے پاس جبرائیل امین (علیہ السلام) اس وقت آئے تھے جب تم نے مجھے دیکھا تھا۔ پس انہوں نے مجھے پوشیدگی اور آہستہ سے آواز دی اور میں نے بھی انہیں آہستہ سے جواب دیا تاکہ تمہیں خبر نہ ہو، اور جبرائیل علیہ السلام تمہارے بے پردہ ہونے کی حالت میں تمہارے پاس نہیں آسکتے۔ جب میں نے یہ سمجھا کہ تم سو چکی ہو تو میں نے تمہیں جگانا مناسب نہ سمجھا اور یہ کہ کہیں تمہیں جگانے سے تم خوفزدہ نہ ہو جاؤ۔

پس جبرائیل علیہ السلام نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ کا رب آپ کو یہ حکم دیتے ہیں کہ جنت البقیع میں دفن ہونے والوں کے پاس جائیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم ان کے لئے کیسے دعا کریں آپؐ نے فرمایا تم یوں کہو:

"اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَاِنَّ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَلَاحِقُوْن"

"سلامتی نازل ہو مومن اور مسلمان مردوں (اور عورتوں) پر جو ان گھروں میں رہتے ہیں (یعنی قبروں میں دفن ہیں) اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہم میں سے ان لوگوں پر جو موت میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور ان پر بھی جو ان کے پیچھے رہ گئے ہیں (یعنی زندہ ہیں)

اور بے شک ہم (ایک دن) انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں‘‘ (یعنی ہم بھی موت کا ذائقہ چکھ لیں گے)

(رواہ احمد باقی مسند الانصار (۲۴۶۷۱) ومسلم کتاب الجنائز (۱۶۱۷) والترمذی کتاب الصوم (۶۷۰) والنسائی کتاب الجنائز)

یہ مقام ناز ہے

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی بات پر حضور اکرم ﷺ سے کچھ خفا خفا سی تھیں اور منہ دوسری طرف کر کے بیٹھ گئیں۔ اسی دوران کسی نے چند کھجوروں کا تحفہ آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا جسے آپ ﷺ نے قبول فرما لیا۔

آپ ﷺ نے وہ کھجوریں اٹھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے رکھ دیں اور فرمایا: اے حمیرا! لو یہ کھجوریں اللہ کا نام لے کر کھالو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑے ناز کے انداز میں جلدی سے بولیں تو کیا اس سے پہلے میں اپنے باپ کا نام لے کر کھاتی تھی۔

حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ جواب سن کر کافی دیر تک مسکراتے رہے۔

(مستدرک حاکم)

پیاری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟

رسول اکرم ﷺ حتی الامکان تمام اختیاری امور میں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن یہ چاہتی تھیں کہ محبت قلبی اس میں بھی برابری ہونی چاہئے حالانکہ محبت قلبی غیر اختیاری چیز ہے اس میں عدل اور برابری انسان کے بس کی بات نہیں ہے اور چونکہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ قلبی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھی اس لئے وہ کوشش کرتیں تھیں کہ قلبی محبت میں بھی ہمیں برابری حاصل ہو جائے۔ (الشرح لامام النوویؒ)

چنانچہ اسی سلسلے میں ایک دفعہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی اس وقت حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ لیٹے ہوئے تھے آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اندر آنے کی اجازت دی چنانچہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: مجھے آپ کی دیگر ازواج مطہرات نے آپؐ کے پاس بھیجا ہے اور وہ آپ سے حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بارے میں عدل چاہتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میری پیاری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کیوں نہیں (مجھے بھی ان سے محبت ہے) تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تم بھی عائشہ سے محبت کرو۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی سنا تو کھڑی ہوئیں اور باقی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئیں اور انہیں پورا ماجرا سنایا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے دوبارہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانے کے لئے کہا کہ آپؐ کے پاس جا کر دوبارہ عدل کی درخواست کریں (یعنی قلبی محبت میں برابری درخواست کریں) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت کا اندازہ لگا چکی تھیں اور آپؐ کے ارشاد گرامی کو سن چکی تھیں۔ اس لئے انہوں نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلے میں کبھی کوئی بات نہیں کروں گی۔

پھر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رتبے میں میرا مقابلہ کرتی تھیں اور میں نے ان سے بڑھ کر دین کے لحاظ سے بہتر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی، سچ بولنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی..........!

چنانچہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئیں اور اندر آنے کی اجازت چاہی اور اس وقت آپؐ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے جیسے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنے پر آرام فرما رہے تھے۔ آپؐ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اجازت مرحمت فرائی۔ (وہ تشریف

لائیں) اور آپؐ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! آپ کی ازواج نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ سے اس بنت ابی قحافہ کے بارے میں عدل کا سوال کررہی ہیں۔

(رواہ بخاری کتاب الھبہ (۲۳۹۳) ومسلم کتاب فضائل الصحابہ (۴۴۷۲))

ایک حبشیہ عورت کا کھیل وغیرہ دیکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہم نے اچانک ایک شوروغل سنا، اور ہمیں بچوں کی آوازیں سنائی دیں۔ پس جب آپؐ نے اٹھ کر دیکھا تو ایک حبشی عورت بچوں کے سامنے عجیب وغریب قسم کے کھیل پیش کررہی تھی اور ناچ رہی تھی بچے اور لوگ اس کے اردگرد جمع تھے۔ آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: کہ اے عائشہ! ادھر آؤ، اور وہ دیکھو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے پاس آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے کندھے مبارک پر اپنا رخسار رکھ کر (کندھے اور سر کے درمیان سے) اس عورت کو دیکھنے لگیں۔

تھوڑی دیر بعد آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: کیا جی بھر گیا ہے؟ کیا جی بھر گیا ہے؟ تو میں آپؐ سے یہی کہتی کہ جی نہیں (میں دیکھنا چاہتی ہوں) اور میرا یہ کہنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ مجھے اور دیکھنے کا شوق تھا بلکہ میں تو حضور اکرم ﷺ کے دل میں اپنی محبت اور اپنی مرتبے کا اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ حضور ﷺ کے ہاں میرا درجہ کتنا ہے؟ یہاںتک کہ حضور ﷺ تھک گئے۔

اتنے میں اچانک حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گذر ہوا تو ان کے رعب و ھیبت کی وجہ سے لوگوں کا مجمع منتشر ہوگیا۔ تو آپؐ نے فرمایا: میں جنوں اور انسانوں کے شیاطین کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ "عمر" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب) سے (ڈر کر) بھاگ رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس لوٹ آئیں۔

رواہ الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ (۳۶۲۴۰)

حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں جنوں اور انسانوں کے شیاطین کو دیکھ رہا ہوں یہ گویا اس لحاظ سے تھا کہ وہ ایک لہو ولعب کی صورت تھی۔ اور ممکن ہے اس میں کوئی ناپسندیدہ چیز بھی ہو لیکن

حرام کام نہیں تھا ورنہ رسول اللہ ﷺ کیسے اسے دیکھ سکتے تھے اور کیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دکھا سکتے تھے۔۔۔؟ (تحفۃ الاحوزی)

﴿رضاعی والد کے بھائی سے پردہ کرنا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے رضاعی باپ ابوالقعیس کے بھائی افلح نامی نے پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا کہ جب تک نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں شرعی اجازت کا پتہ نہ لگالوں گی ان کو اندر آنے کی اجازت نہ دوں گی۔

جب نبی کریم ﷺ آپؐ کے پاس تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سارا واقعہ عرض کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس بات سے کیا چیز روکتی ہے کہ اپنے (دودھ کے رشتے کے) چچا کو اپنے پاس آنے دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے مرد نے دودھ نہیں پلایا ہے۔ (جس کا افلح سے کچھ بھی رشتہ نہیں کیونکہ وہ اس عورت کا دیور ہے) یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: افلح کو اپنے پاس آنے کی اجازت دو کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے تیرا بھلا ہو۔

رواہ البخاری کتاب النکاح باب ابن الفحل (۷۶۴/۲) کتاب الادب باب قول النبیؐ تربت یمینک (۹۰۹/۲)

﴿حضرت عائشہؓ کا رسول اقدسؐ پر غیرت کرنا﴾

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رات کے وقت حضور اکرم ﷺ میرے پاس سے باہر تشریف لے گئے، فرماتی ہیں کہ مجھے ان پر غیرت آئی، پھر آپؐ تشریف لائے اور میری حالت کو دیکھ کر فرمایا کہ اے عائشہ تجھے کیا ہوا ہے، تو تم غیرت میں آ گئی تھی۔ آپؓ نے عرض کیا کہ مجھ جیسی عورت آپ جیسے عظیم انسان کے بارے میں غیرت کیوں نہ کرے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس تمہارا شیطان آیا تھا، آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میرے ساتھ بھی شیطان ہوگا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں۔ آپؓ نے عرض کیا

کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! لیکن میرے رب نے اس کے مقابلے میں میری مدد فرماتی ہے چنانچہ وہ اسلام لے آیا ہے یا میں اس سے محفوظ رہتا ہوں۔ رواہ احمد باقی مسند الانصار، (۲۳۷۰۱) ومسلم باب صفۃ القیامۃ (۵۰۳۵)

حضرت سیدہ عائشہؓ کی ذہانت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میں پاکی حاصل کرنے کے لئے کیسے غسل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روئی کا ایک خوشبو لگا ہوا ٹکڑا لو اور اس کے ساتھ وضو کرو۔ اس خاتون نے عرض کیا: اس روئی کے ٹکڑے کے ساتھ کیسے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اس کے ساتھ وضو کرو۔ وہ خاتون پھر بولیں۔ میں اس کے ساتھ کیسے وضو کروں؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان فرمائی اور اس عورت سے اعراض فرمالیا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں موجود تھیں۔ آپؓ حضور ﷺ کی مراد سمجھ گئیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس عورت کو ساتھ لیا اور اس خاتون کو رسول اکرم ﷺ کی مراد سمجھائی۔ رواہ النسائی، کتاب الغسل (۴۲۴) وبخاری کتاب الحیض (۳۰۳) ومسلم کتاب الحیض (۴۹۹)

حضرت ام المومنینؓ کی قرآن فہمی

ایک مرتبہ کسی نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا کہ:

"لا یکلّف اللّٰہ نفسا الّا و سعھا لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت" (البقرۃ:۴۰)

"خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا؟ جو کچھ وہ کرے گا اس کا نفع یا نقصان اس کو ملے گا"

اور ساتھ ہی اس کی ہم معنی آیت بھی پیش کی کہ:

"من يعمل سوءً يجزبه" (النساء/۱۵)

"جوکوئی برائی کریگا اس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا"

دراصل سائل کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ سچ ہے تو مغفرت اور رحمت الٰہی کی شان کہاں ہے اور نجات کی امید کیونکر ہے؟

چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے جب سے آنحضرت ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی ہے، تم ہی پہلے شخص ہو جس نے اس کو مجھ سے دریافت کیا۔ خدا کا فرمانا سچ ہے لیکن پروردگار اپنے بندے کے چھوٹے چھوٹے گناہ ذراسی مصیبت اور ابتلا کے معاوضہ میں بخش دیتا ہے مومن جب بیمار ہوتا ہے یا اس پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ یہاں تک کہ جیب میں کوئی چیز رکھ کر بھول جاتا ہے اور اس کی تلاش میں اس کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ (یعنی ان مصیبتوں میں اس کی مغفرت و رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے) پھر یہ حال ہوتا ہے کہ جس طرح سونا آگ سے خالص ہوکر نکلتا ہے اسی طرح مومن دنیا سے پاک و صاف ہوکر نکلتا ہے۔ رواہ الترمذی تفسیر آیت مذکور (ص ۲/۱۲۸)

تمہاری ماں کو غصہ آ گیا تھا......!

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا نہایت عمدہ اور لذیذ پکایا کرتی تھیں۔ ان کے متعلق خود ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے کسی کو ان سے بہتر کھانا پکانے والا نہیں دیکھا۔

ایک دن حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھانا جلدی تیار کرلیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک خادمہ کے ہاتھ وہیں کھانا بھجوادیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو اپنی توہین سمجھا اور کھانے کے برتن پر ایسا ہاتھ مارا کہ خادمہ کے ہاتھ سے پیالہ چھوٹ کر گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

آپ ﷺ پیالے کے ٹکڑے چننے لگے اور خادمہ سے فرمایا کہ تمہاری ماں کو غصہ آ گیا۔ چند

لمحوں بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خود اپنے فعل پر ندامت محسوس ہوئی تو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس جرم کا کیا کفارہ ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایسا ہی پیالہ اور ایسا ہی کھانا اس کا کفارہ ہے۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیا پیالہ واپس بھجوا دیا گیا۔

رواہ البخاری کتاب المظالم (۲۳۰۱) وابوداؤد کتاب البیوع (۳۰۹۶) والنسائی کتاب عشرۃ النساء باب الغیرۃ (ص۸۶ ۳۸۹۳)

امام الانبیاءؐ کے ساتھ دوڑ لگانا

ایک غزوہ کے موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں۔ راستے میں چلتے چلتے حضور اکرم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ آگے بڑھ جائیں۔ اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ آؤ دوڑ کے دیکھیں کون دوڑ میں آگے نکلتا ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت دبلی پتلی تھیں لہٰذا جب دوڑ شروع ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ سے دوڑ میں آگے نکل گئیں لیکن اس موقع پر حضور ﷺ نے ان سے کچھ نہ کہا۔ کئی سال بعد پھر اسی قسم کا ایک موقع پیش آیا دوران سفر آپؐ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے آگے بڑھنے کو فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا (جو کہ اب بھاری ہو چکیں تھیں اور اس پرانے واقعہ کو بھول چکیں تھیں) آؤ دوڑ لگاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کون آگے نکلتا ہے؟ چنانچہ اس مرتبہ حضور ﷺ آگے نکل گئے۔ آپؐ مسکرانے لگے اور فرمایا، عائشہ! یہ اس دن کا جواب اور بدلہ ہے۔ رواہ ابوداؤد کتاب الجہاد (۲۲۱۴) وسنن ابن ماجہ کتاب النکاح (۱۹۶۹)

﴿انہی کے بستر پر وحی کا نزول ہوا ہے﴾

آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شدید محبت تھی اس لئے لوگ جب حضور ﷺ کی خدمت میں تحفے تحائف پیش کرتے تھے تو لوگ ہدایا پیش کرنے کے لئے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کے دن کا انتظار کیا کرتے تھے۔ کہ آپؓ کی باری کا دن آئے تو ہم آپؐ کی خدمت میں ہدایا پیش کریں (تاکہ آپؐ کو زیادہ سے زیادہ مسرت اور خوشی پہنچے) حضور ﷺ کی دیگر ازواج کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی تو ان ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے ذوازواج حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں اور ان سے کہنے لگیں کہ:

اے ام سلمہ! لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں ہدایا پیش کرنے کے لئے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی باری کا انتظار کرتے ہیں اور جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا کی خیر و بھلائی پسند ہے اس طرح ہمیں بھی پسند ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیجئے کہ وہ لوگوں کو حکم فرمائیں کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا انتظار نہ کیا کریں بلکہ آپؐ جس زوجہ کے گھر بھی موجود ہوں وہیں ہدایہ پیش خدمت کر دیا کریں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (موقع پا کر) یہ بات آپؐ کی خدمت میں عرض کی تو آپؐ نے سن کر ان سے اعراض فرما دیا، پھر کچھ دیر بعد آپؐ نے ان کی طرف التفات فرمایا تو انہوں نے حضور ﷺ سے پھر یہی درخواست کی اسی طرح تیسری مرتبہ بھی عرض کیا تو آپؐ نے تیسری اس بات کو سن کر ارشاد فرمایا کہ مجھے عائشہ کے بارے تکلیف نہ پہنچاؤ، عائشہ تو وہ ہے کہ تمام ازواج مطہرات میں سے صرف انہی کے بستر میں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے ان کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

رواہ البخاری کتاب الھبہ وفضلھا (ص ۳۵۱ رقم الحدیث ۲۳۸۶) کتاب المناقب باب فضل عائشہؓ (۵۳۲)

دیگر روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) نے مل کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ سے بات کرنے کے لئے آمادہ کیا چنانچہ وہ پیغام لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپؐ نے ان سے فرمایا لخت جگر! جس کو میں چاہوں اس کو تم نہیں چاہو گی سیدۂ عالم کے لئے آپؐ اتنا فرما ہی کافی تھا سو وہ واپس چلی گئیں اور دوبارہ اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی۔

''غم'' زیست کا حاصل ہے

حضرت قاسم محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں فرماتے ہیں کہ میرا روزانہ کا معمول تھا کہ میں صبح سویرے اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام کرنے جاتا اور پھر اس کے بعد کسی اور کام کو نکلتا تھا۔ ایک روز میں اپنے معمول کے مطابق اپنی پھوپھی جان کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا وہ چاشت کی نماز پڑھ رہی ہیں اور اس آیت مبارکہ کی تلاوت ہو رہی ہے:

''فمن اللہ علینا ووقانا عذاب السموم'' (الطور/۲۷)

''پس اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچالیا''

آپ پر رقت طاری ہے، اور اس آیت کو دہراتی جاتی ہیں اور روتی جاتی ہیں۔ میں کچھ دیر تو آپؓ کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہا لیکن جب زیادہ دیر ہوگئی تو میں نے سوچا کہ پہلے بازار کا کام کر آؤں، واپسی میں سلام عرض کرتا چلوں گا۔

چنانچہ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ بازار چلے گئے اور جب وہاں اپنا کام کر کے واپس لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی سابقہ حالت و کیفیت کے ساتھ نماز میں مشغول ہیں اور اس آیت کو دہرا رہی ہیں اور روتی جا رہی ہیں۔ (مستدرک حاکم)

﴿میری نظروں کی تمنا ہے مسلسل انتظار﴾

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ باہر سے گھر میں تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر مبارک میں درد تھا اس لئے وہ کراہ رہی تھیں آپؐ نے فرمایا ''ہائے میرا سر'' اسی وقت سے آنحضرت ﷺ کی بیماری شروع ہوئی اور یہی آپ کا مرض الموت تھا۔ مرض الموت میں بار بار دریافت فرماتے تھے کہ آج کون سا دن ہے؟ آج کون سا دن ہے؟ لوگ سمجھ گئے کہ آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دن کا انتظار فرما رہے ہیں۔ چنانچہ لوگ آپ کو ان کے حجرے میں لے گئے اور آپؐ وفات تک اسی حجرے میں قیام پذیر رہے اور وہیں آقائے دو جہاں ﷺ کا وصال پر ملال اس حالت میں ہوا کہ آپؐ نے اپنا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زانو پر رکھا ہوا تھا۔

رواہ البخاری کتاب المرض باب ماجاء فی قبر النبیؐ ومسلم فضائل الصحابہ (۴۰۶۶) والترمذی کتاب الدعوات (۳۴۱۸)

ناموس رسالتؐ کا دفاع کرنا

اسلام دشمنی، اہل اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش شروع ہی سے یہود بے بہبود کی فطرت رہی ہے۔

اس فطرت کے مطابق ایک دفعہ چند یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور

اپنے باطنی خبث کا اظہار ''السام علیک'' یعنی تم پر موت طاری ہو جائے کہہ کر کیا۔ اتفاق سے اس موقعہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود تھیں اور ان کی بات سن رہی تھیں وہ سمجھ گئیں کہ ''السلام علیک'' سے یہودیوں کی کیا مراد ہے؟ اور اس کے کیا معنی ہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت غصہ آیا انہوں نے ان کے جواب میں کہا کہ ''تم پر موت طاری ہو جائے اور تم پر لعنت بھی ہو''

رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ عائشہ! سخت کلامی نہ کرو، اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے۔ نیز فرمایا کہ میں نے ''وعلیکم'' کہہ کر ان کے قول کو ان ہی پر لوٹا دیا تھا اور ہماری بددعا ان کے حق میں قبول ہو سکتی ہے جبکہ ان کی دعا ہمارے حق میں قطعاً قبول نہیں ہو سکتی۔

رواہ البخاری کتاب الادب (۵۵۶۵) ومسلم کتاب السلام (۴۰۲۷) والترمذی (۲۶۴۵) ابن ماجہ کتاب الادب (۲۶۸۸)

﴿پروردگار میں ان کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی......!﴾

ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ رات کو بلاناغہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محمل میں تشریف لاتے اور جب تک قافلہ چلا کرتا آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے باتیں کیا کرتے تھے۔

ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا لاؤ ہم دونوں اپنا اونٹ بدل لیتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اپنے اونٹوں کا تبادلہ کرلیا۔ جب رات ہوئی تو حسب معمول آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محمل پر تشریف لائے۔ جب دیکھا تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بجائے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں۔ رسول اکرم ﷺ سلام کر کے بیٹھے گئے۔ دوسری طرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی منتظر تھیں جب قافلہ رکا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور ان سے ضبط نہ ہو سکا محمل سے اتر پڑیں دونوں پاؤں گھاس پر رکھ دیئے اور بولیں ''پروردگار میں ان کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی تو کوئی بچھو یا سانپ بھیج جو مجھ کو آ کر ڈس لے''

رواہ البخاری کتاب النکاح باب القرعہ بین النساء (۲/۷۸۴)

﴿حضرت عائشہؓ کی دیگر ازواج مطہراتؓ سے باہمی الفت و بے تکلفی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ ایک دفعہ میں نے آپؐ کے لئے (آٹا دودھ یا گھی ملا کر) حریرہ پکایا (حلوے سے ملتی جلتی ایک غذا کا نام ہے جو عربوں کے ہاں پسند کی جاتی تھی) اس وقت ہمارے گھر میں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود تھیں میں ''حریرہ'' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی میں نے سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے کہا کہ تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے کھانے سے انکار کیا تو میں نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں ضرور کھانا ہوگا ورنہ میں یہ حریرہ تمہارے چہرے پہ مل دوں گی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر بھی کھانے سے انکار کیا تو میں نے اپنا ہاتھ حریرہ میں ڈالا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر لیپ دیا یہ منظر دیکھ کر حضور مسکرا دیئے۔

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم بھی عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے چہرے پر حریرہ مل دو۔ چنانچہ میں نے بھی حریرہ ہاتھ میں ڈالا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر مل دیا تو حضور ﷺ پھر ہنسے جیسا کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے فعل پر ہنسے تھے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا وہ کسی کو پکارتے ہوئے اے عبداللہ، اے عبداللہ کہہ رہے تھے آپ کو گمان ہوا کہ حضرت عمر اندر آ جائیں گے لہٰذا ہم سے فرمایا کہ جا کر اپنا منہ دھولو۔

اخرجہ ابویعلی (۳۱۶/۴) وابن عساکر مثلہ کما فی المنتخب (۳۹۳/۴) وفی الکنز العمال (۳۰۲/۷)

﴿رسول اکرمؐ کا حضرت عائشہؓ سے دل لگی کرنا﴾

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر میں درد تھا رسول اللہ ﷺ کا مرض الموت شروع ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا کہ عائشہ! اگر تم میرے سامنے مرتیں تو میں تم کو اپنے ہاتھ سے غسل دیتا اور اپنے ہاتھ سے تمہاری تجہیز و تکفین کرتا اور تمہارے لئے دعا کرتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ناز و انداز سے فرمایا یا رسول اللہ! آپ میری موت مناتے ہیں اگر ایسا ہو جائے تو آپ اسی حجرے میں نئی بیوی لا کر رکھیں۔

امام الانبیاء ﷺ نے یہ سن کر تبسم فرمایا۔

رواہ البخاری، کتاب المرض، کتاب الاحکام (۶۶۷۷) و مسلم کتاب فضائل الصحابہؓ (۴۳۹۹)

حضرت عائشہؓ کا حضرت خدیجہ الکبریٰؓ پر رشک کرنا

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف شروع کی اور بہت دیر تک تعریف فرماتے رہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ان پر رشک آیا تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک بوڑھی عورت کا جس کا ہونٹ لال تھا اور جس کو مرے ہوئے ایک زمانہ ہو چکا آپ اتنی دیر سے اس کی اتنی تعریف فرما رہے ہیں۔ آپ کو تو خدا نے اس سے بہتر بیویاں دی ہیں۔

یہ سن کر حضور ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر فرمایا یہ میری وہ بیوی تھیں کہ جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو وہ ایمان لائی اور جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے تو اس نے میری تصدیق کی اور جب لوگ مجھے اپنی امداد سے محروم کر رہے تھے تو اس نے اپنی دولت سے میری غم خواری کی اور اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا کی جبکہ دوسری بیویوں مجھے اولاد سے محروم رکھا۔ رواہ احمد ج ۶ مسند عائشہ (ص ۱۱۸) بحوالہ سیرت عائشہؓ (ص ۵۹)

اطاعت رسول اکرمؐ کی عمدہ مثال

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نو برس کی شب و روز کی طویل صحبت میں رسول اکرم ﷺ کے کسی حکم کبھی بھی مخالفت نہیں کی بلکہ انداز و اشارہ سے بھی کوئی بات ناگوار سمجھی تو فوراً ترک کر دی۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑے شوق سے دروازے پر ایک منقش و مصور پردہ لٹکایا تو جب رسول اللہ ﷺ نے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو پردہ پر نظر پڑی، پردے پر نگاہ پڑنے کی دیر تھی کہ فوراً آپؐ کے چہرہ انور سے ناراضگی و ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے۔

یہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سہم گئیں عرض کی یا رسول اللہ! قصور معاف مجھ سے کیا خطا سرزد ہو گئی؟ آپؐ نے فرمایا کہ: ''جس گھر میں تصویریں ہوں، وہاں فرشتے داخل

نہیں ہوتے'' یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً پردہ چاک کر ڈالا اور اس کو مصرف میں لے آئیں۔ رواہ البخاری کتاب اللباس باب التصاویر (ص ۸۸۰)

حضرت عائشہؓ کا ایک شخص کو ڈانٹنا

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کی رشتہ دار عورتیں نوحہ کرنے لگیں ایک شخص نے آ کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی، آنحضرت ﷺ خود ان کے انتقال سے نہایت غمگین تھے فرمایا کہ انہیں منع کرو۔ وہ شخص گیا اور ان کو نوحہ کرنے سے منع کیا لیکن وہ عورتیں نوحہ کرنے سے باز نہ آئیں اس شخص نے پھر آ کر حضور ﷺ سے عرض کیا کہ وہ نوحہ کر رہی ہیں اور منع کرنے پر بھی باز نہیں آ رہیں رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا کہ انہیں جا کر منع کرو، اس شخص نے جا کر پھر منع کیا لیکن وہ اب بھی باز نہ آئیں اس شخص نے پھر بارگاہ رسالت کا رخ کیا اور تیسری بار آ کر رسول اللہ ﷺ سے ان عورتوں کے نوحہ کرنے کی شکایت کی۔ آپؐ نے سن کر فرمایا کہ ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بات سن رہی تھیں انہوں نے غصہ میں اس شخص سے فرمایا کہ خدا تمہاری ناک خاک آلود کرے۔ نہ تو تم وہ کام کرتے ہو جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور نہ ہی آپؐ کو تنگ کرنے سے باز آتے ہو۔

رواہ البخاری کتاب الجنائز، باب من جلسہ عند المصیبۃ (۱۸۳/۱)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمانے کا مطلب یہ اگر تم اس کو کرنے سے قاصر ہو جس کا حکم تمہیں رسول اکرم ﷺ نے دیا ہے تو ان سے اپنا عاجز ہونا بیان کر دیتا کہ وہ کسی اور کو بھیجیں۔ رواہ البخاری شریف (۱۸۳/۱ حاشیہ نمبر ۱۲)

عظیم ماں عظیم بیٹی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ہم سب بیویاں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ اتنے میں فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تشریف لے آئیں اور ان کی چال بالکل رسول اکرم ﷺ کی چال تھی ذرا بھی فرق نہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کا بڑے پرتپاک انداز سے استقبال کیا اور انہیں اپنے پاس بلا کر بٹھا لیا۔ پھر چپکے چپکے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ سن کر رونے لگیں ان کی بے قراری دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے پھر ان کے کان میں کوئی بات کہی جسے سن کر وہ ہنسنے لگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا ''فاطمہ! تمام بیویوں کو چھوڑ کر صرف تم سے رسول اکرم ﷺ نے اپنے راز کی بات کہی ہے اور تم روتی ہو۔ جب رسول اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو میں نے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے واقعہ دریافت کیا تو بولیں ''میں باپ کا راز فاش نہیں کروں گی''

جب بعد میں آنحضرت ﷺ کا وصال پر ملال ہو گیا تو میں نے دوبارہ کہا: ''فاطمہ! میرا جو تم پر حق ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں اس دن کی بات مجھ سے کہہ دو'' حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بولیں کہ ہاں اب ممکن ہے۔ میرے رونے کا سبب یہ تھا کہ آپؐ نے مجھے اپنی جلد وفات کی اطلاع دی تھی۔ اور ہنسنے کا باعث یہ تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''فاطمہ! کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ تم دنیا کی تمام عورتوں کی سردار بنو''

رواہ مسلم باب الفضائل والبخاری کتاب الاستیذان من ناجی بین یدی الناس (۹۳۰/۲)

سرِ مقتل وہ صدا کر چلی

یہود کے ایک مشہور قبیلے بنو قریظہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا پھر اپنی سرشت کے مطابق اس معاہدے کی خلاف ورزی کر ڈالی اور وہ اس طرح کہ غزوہ خندق میں مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کی۔ پھر غزوہ خندق سے فارغ ہو کر مسلمانوں نے یہود قبیلہ بنو قریظہ پر حملہ کیا اور تقریباً سارے قبیلے کو گرفتار کر لیا۔ ان قیدیوں میں ایک عورت بھی تھی۔ اس عورت کو معلوم ہو چکا تھا کہ قتل کئے جانے والوں کی فہرست میں اس کا نام بھی شامل ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے قتل سے چند لمحات قبل سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بڑی بے فکری کے ساتھ باتیں کرتی رہی اور بات بات میں ہنستی رہی۔

اسی اثناء میں اس عورت کا نام پکارا گیا اور وہ اٹھ کر قتل گاہ کی طرف جانے لگی۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہاں جاتی ہو؟ کہنے لگی میں نے ایک جرم کیا تھا اس کی سزا کے لئے قتل گاہ میں جارہی ہوں۔ چنانچہ وہ قتل گاہ میں گئی اور جرم کی پاداش میں اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ قتل سے چند لمحے قبل اس عورت کی ہنسی خوشی باتوں پر مجھے آج تک تعجب ہوتا ہے۔

البدایہ والنھایہ (۱۴۹/۴) کشف الباری کتاب المغازی (ص ۲۹۹)

اس عورت کا نام ''بنانہ'' اور عورتوں میں سے صرف اس عورت کو قصاصاً قتل کیا گیا تھا کیونکہ اس عورت نے چھت سے چکی کا پاٹ گرا کر حضرت خلاد بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تھا۔ (کشف الباری کتاب المغازی)

واقعۂ افک

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے مابین قرعہ اندازی کرتے تھے۔ جس کا نام قرعہ میں نکلتا رسول اکرم ﷺ اس کو اپنے ساتھ لے جاتے چنانچہ ایک غزوے میں آپ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا جس میں میرا نام نکلا تو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی نزول حجاب کے بعد کا یہ واقعہ ہے۔ میں ہودج [1] سمیت اٹھائی جاتی اور ہودج میں بیٹھے ہونے کی حالت میں اتاری جاتی تھیں۔ ہم روانہ ہوئے۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوکر لوٹے، واپسی میں ہم لوگ مدینے کے قریب تھے کہ قافلے نے پڑاؤ ڈالا آخر شب میں رسول اللہ ﷺ نے روانگی کا اعلان کیا اعلان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہوکر تیار ہو جائیں کہ قافلہ روانہ ہونے والا ہے چنانچہ میں اعلان سن کر اٹھی اور قضائے حاجت کے لیے چلی گئی۔ یہاں تک کہ میں لشکر سے کافی دور نکل گئی چنانچہ جب میں اپنی ضروریات سے فارغ ہوگئی اور اپنی سواری کے پاس آئی تو میں نے اپنے سینے کو ہاتھ لگایا تو دیکھا کہ میرا شہر ''ظفار'' کے مونگوں سے بنا ہوا

---

[1] ''ہودج ایک خاص قسم کے پردے کو کہتے ہیں جس کو سواری کے اوپر نصب کردیا جاتا ہے تاکہ عورت اس میں باپردہ رہے۔ (فتح الباری: ۴۵۸/۸)

ہار نہیں اور کہیں گر گیا ہے۔ میں اپنے ہار کو تلاش کرنے کے لئے واپس گئی ادھر ہار کی تلاش میں مجھے دیر ہوگئی اور ادھر ان لوگوں نے جو مجھے سوار کیا کرتے تھے میرے ھودج کو اٹھایا اور میری سواری کے اونٹ پر رکھ دیا۔

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں ہودج کے اندر موجود ہوں (کیونکہ اس زمانے میں عورتیں دبلی پتلی ہوا کرتی تھیں اور موٹی اور بھاری نہیں ہوتی تھیں۔ چونکہ غذا معمولی کھاتی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ایسی ہی تھیں) اس لیے ہودج کو اٹھاتے ہوئے لوگوں کو ان کے ہلکے پن کے پیش نظر اس بات کا احساس ہی نہ ہوا کہ ہودج خالی ہے۔ نیز اس وقت میں کم عمر بھی تھی۔

الغرض لوگوں نے اونٹ کو ہانکا اور روانہ ہو گئے۔ میں نے اپنا ہار لشکر سے روانگی کے بعد پالیا جب میں پڑاؤ کی جگہ پر آئی تو وہاں داعی تھا نہ مجیب یعنی سب لوگ جا چکے تھے اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا تھا۔

میں نے اس خیال سے اپنی پرانی جگہ میں ہی بیٹھنے کا ارادہ کرلیا کہ وہ لوگ جب مجھے قافلے میں نہیں پائیں گے تو تلاش کرنے کے لیے اسی جگہ پر واپس آجائیں گے۔

فرماتی ہیں کہ میں اپنی جگہ پر ہی بیٹھی تھی کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی صفوان ابن معطل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے (تاکہ اگر لشکر سے کوئی چیز رہ جائے تو وہ اٹھالیں) وہ صبح کے وقت میری جگہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان کی پرچھائی دیکھی جب قریب آئے تو مجھے دیکھ کر پہچان گئے۔ کیونکہ پردہ کے حکم نازل ہونے سے قبل وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔

جونہی انہوں نے مجھے دیکھا تو استرجاع (انا للہ و انا الیہ راجعون) پڑھا۔ ان کے استرجاع پڑھنے سے میں بیدار ہوئی اور نہ استرجاع کے علاوہ میں نے کوئی کلمہ ان سے سنا وہ سواری سے اترے اپنی سواری کو بٹھایا اور اس کی اگلی ٹانگ کو دبایا (تاکہ مجھے سوار ہونے میں آسانی ہو) میں اٹھ کر سوار ہوگئی۔ چنانچہ وہ سواری کو آگے سے کھینچتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ ہم کڑکتی دوپہر ہی لشکر کے پاس آئے۔ اس وقت لشکر نے ایک

جگہ پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔

پس میرے متعلق جس کو ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا اور جس شخص نے تہمت لگانے میں بڑا حصہ لیا وہ عبداللہ ابن ابی بن سلول تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم مدینہ طیبہ آگئے، مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد میں ایک ماہ تک بیمار رہی، لوگوں نے اصحاب افک کے قول کو موضوع سخن بنالیا تھا اور جگہ جگہ اس کے تذکرے ہو رہے تھے تاہم مجھے اس سلسلے میں کوئی علم نہیں تھا، البتہ بیماری کے دنوں میں مجھے یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ لطف وکرم اپنے ساتھ نہیں دیکھتی تھی جو بیماری کے وقت پہلے دیکھا کرتی تھی صرف اتنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور پوچھ لیتے کہ کیا حال ہے؟ اور پھر واپس تشریف لے جاتے۔

بس رسول اکرم ﷺ کے صرف اس طرز عمل سے مجھے قدرے شک ہوتا لیکن شر کی بات کا مجھے کوئی علم نہیں تھا۔

جب بیماری کی شدت میں کمی ہوئی اور میں کچھ صحتمند ہوئی تو اس وقت میں حضرت ام مسطح (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ساتھ ''مناصع''[1] کی طرف نکلی اور ہم قضائے حاجب کے لیے صرف رات کو نکلتے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب گھروں کے قریب بیت الخلاء بنانے کا رواج نہیں تھا۔ گھروں کے قریب بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ میں اور ام مسطح نکلیں۔ جب ہم دونوں قضاء حاجت سے فارغ ہو کر گھر کی طرف آ رہی تھیں کہ ام مسطح اپنی بڑی چادر میں الجھ کر گر پڑیں۔ تو بولیں ''تعس مسطح''، مسطح ہلاک ہو۔ میں نے ام مسطح سے کہا تم نے بہت برا جملہ کہہ دیا۔ کیا تم ایسے آدمی کو برا بھلا کہہ رہی ہو۔ جو بدر میں شریک ہوا ہے۔ اس پر ام مسطح نے کہا۔ اے بھولی! تو نے نہیں سنا کہ مسطح کیا کہتا پھرتا ہے؟

میں نے پوچھا وہ کیا کہتا ہے؟ تب انہوں نے تہمت لگانے والوں کی بات مجھ سے بیان کی جس سے میرا مرض اور بڑھ گیا جب میں گھر لوٹ آئی۔ تو رسول اللہ ﷺ میرے

[1] ''مناصع'' قضائے حاجت کی جگہ

پاس آئے اور سلام کرنے کے بعد فرمایا آپکی طبیعت کیسی ہے؟

میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ مجھے اپنے والدین کے ہاں جانے کی اجازت دیں گے؟ میرا مقصد یہ تھا کہ اس معاملہ کی تحقیق کروں۔ رسول ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔

چنانچہ میں اپنے والدین کے ہاں چلی گئی۔ میں نے گھر پہنچ کر اپنے والدین سے پوچھا، اماں جی! یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا، بیٹی پریشان نہ ہو بخدا بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کوئی خوبصورت عورت ایسے مرد کے پاس ہو جو اس سے محبت کرتا ہو اور اس عورت کی سوتنیں بھی ہوں پھر بھی اس پر عیب نہ لگتے ہوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا واقعی لوگ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں اس رات صبح تک روتی رہی، پوری رات نہ میرے آنسو تھمیں نہ مجھے نیند آئی۔ پھر میری یہی حالت رہنے لگی نہ آنسو تھمتا اور نہ آنکھوں میں نیند کا سرمہ لگتا تھا، باپ لطف و محبت سے سمجھاتے تھے کہ روتے روتے تمہارا کلیجہ نہ پھٹ جائے ماں دلاسا دیتی رہتی تھیں اور ایک بار تو غیرت سے ارادہ کیا کہ کنویں میں گر کر جان دے دوں۔

اگر چہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عفت و عصمت اور بے گناہی مسلّم تھی تاہم شریروں کے منہ بند کرنے کے لئے تحقیق ضروری تھی، اس لئے رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) کو بلایا اس وقت تک وحی رکی رہی۔ اب یہ دونوں حضرات چونکہ گھر کے آدمی تھے اس لئے آپؐ نے ان دونوں حضرات سے مشورہ کیا حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تو رسول اللہ ﷺ کو ان کی اہلیہ کی پاکدامنی کے اپنے علم کے مطابق اور اہل بیت کے بارے میں جو کچھ علم تھا انہوں نے اسی کے موافق مشورہ دیا چنانچہ انہوں نے عرض کیا: ''حضرت عائشہ آپؐ کی اہلیہ ہیں ہم ان کے بارے میں صرف خیر ہی جانتے ہیں۔ گویا حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ میں آپؐ کی تسکین کا سامان اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کا اظہار تھا۔

البتہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں فرمائی۔ یعنی اگر افواہوں کی بناء پر عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی طرف

سے دل میں کچھ تکدر طبعی ہو گیا ہو تو عورتیں اور بہت ہیں اور آپ کا یہ تکدر اس طرح بھی دور ہوسکتا ہے کہ آپؐ خادمہ سے پوچھ لیجئے وہ آپ کو صحیح صحیح اور سچ سچ بتا دے گی۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بلایا۔ حضرت بریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہتی تھیں اور ان کے حالات سے اچھی طرح واقف تھیں۔ وہ حاضر خدمت ہوئیں آپؐ نے ان سے فرمایا کہ: بریرۃ! عائشہ سے متعلق کوئی ایسی چیز تو نے دیکھی ہے جس نے تجھے شک میں ڈالا ہو؟ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: ''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے (ان میں) کبھی کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو معیوب ہو بس اتنی سی بات دیکھی ہے کہ وہ کم سن بچی ہیں اپنے گھر کے آٹے کو کھلا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر وہ آٹا کھا جاتی ہے۔ یعنی وہ اتنی سیدھی سادی ہیں ان کی پاکدامنی اور عفت وطہارت میں کیا شک ہوسکتا ہے.........؟

حضور اقدس ﷺ نے اسی دن عبداللہ بن ابی کے خلاف مدد طلب کرتے ہوئے برسر منبر خطاب فرمایا:

''یا معشر المسلمین! کون ہے جو اس شخص کے مقابلہ میں میری مدد کرے جس کی جانب سے مجھے میرے اہل خانہ کے متعلق تکلیف پہنچی ہے خدا کی قسم! میں اپنے اہل کے بارے میں صرف خیر کو جانتا ہوں اور ان لوگوں نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق بھی میں صرف نیکی اور خیر کا علم رکھتا ہوں اور وہ تو میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہوئے مگر صرف میرے ساتھ''

حضور اقدس ﷺ کا یہ خطاب سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا ''یارسول اللہ! میں آپ کی مدد کرونگا اگر اس شخص کا تعلق قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے تو آپؐ جو حکم بھی فرمائیں گے ہم آپ کا حکم بجالائیں گے۔

اس پر قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے۔ اب صورتحال یہ تھی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چچا زاد بہن لگتی

تھیں اور چونکہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تہمت میں شریک تھے اس لئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم پر تعریض کی ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ''تم نے غلط کہا، بخدا نہ تم اس کو قتل کر سکتے ہو اور نہ تم اس کے قتل پر قدرت رکھتے ہو اگر وہ تہمت لگانے والا تمہارے قبیلے سے ہوتا تو تم اس کا قتل ہرگز نہ چاہتے'' تو گویا مطلب یہ ہے کہ چونکہ تہمت لگانے والے کا تعلق ہمارے قبیلے سے ہے اس لیے تم قتل کی بات کر رہے ہو۔

اتنے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: غلط بات تو تم نے کہی ہے، بخدا! ہم اس کو ضرور قتل کریں گے تم منافق ہو تب ہی تو منافقوں کی طرف سے لڑتے ہو''

اس تو تکار اور باہمی چپقلش کی وجہ سے اوس اور خزرج دونوں قبیلے بھڑک اٹھے حتیٰ کہ انہوں نے آپس میں لڑنے کا ارادہ کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ منبر پر سے انہیں خاموش کراتے رہے حتیٰ کہ سب خاموش ہو گئے اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس روز بھی پورے دن روتی رہی کسی طرح بھی نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ میں دو راتیں اور ایک دن مسلسل روتی رہی اس عرصے میں نہ تو میرے آنسو بند ہوئے اور نہ نیند آئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی اتنے میں ایک انصاری خاتون نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی میں نے انہیں اجازت دیدی وہ بھی میرے پاس آ کر رونے لگی، ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے سلام کر کے تشریف فرما ہوئے۔ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی اس وقت سے حضور اکرم ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے ایک مہینہ تک حضور اکرم ﷺ پر میرے سلسلے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ آپ نے تشریف فرمانے کے بعد کلمہ شہادت پڑھا، پھر فرمایا:

''امابعد! عائشہ! آپ کے بارے میں مجھے یہ بات پہنچی ہے اگر تم بَری ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں بَری کر دیں گے، اور اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرو، کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں''

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات پوری کی تو میرے آنسو ایسے خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا چنانچہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ کی بات کا جواب دیجئے۔ انہوں نے کہا، بخدا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہوں؟ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا آپ جواب دیجئے انہوں نے بھی معذرت کرتے ہوئے کہا میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں آپؐ سے کیا کہوں؟ اب مجبوراً مجھے خود عرض کرنا پڑا۔ اس وقت میں ایک کمسن لڑکی تھی اور قرآن شریف بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا میں نے کہا:

''بخدا، مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ لوگوں نے یہ بات سنی یہاں تک کہ وہ آپ کے دلوں میں بیٹھ گئی اور آپ نے اس کی ایک حد تک تصدیق بھی کر دی اب اگر میں آپ سے کہوں کہ میں بَری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس تہمت کا اعتراف کر لوں جس سے میرا بری ہونا اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے تو آپ لوگ کہیں گے اس نے صحیح بات کہدی، واللہ! اب میں اپنے اور آپ کے معاملے کی کوئی مثال بجز اس کے نہیں پاتی جو یوسف علیہ السلام کے والد (یعقوب علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کو غلط بات سن کر فرمائی تھی کہ ''فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون'' اب میں صبر جمیل ہی کو اختیار کرتی ہوں اور جو کچھ آپ کہہ رہے ہو اس سلسلے میں اللہ ہی سے مدد طلوب ہے''

یہ کہہ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اٹھ گئیں اور اپنے بستر پر لیٹ گئیں فرماتی ہیں کہ مجھے یہ یقین تھا کہ اللہ جل شانہ کو میری براءت کا علم ہے اور وہ میری براءت فرمائیں گے لیکن خدا کی قسم! یہ بات تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اللہ جل شانہ میرے معاملے میں وحی متلو نازل فرمائیں گے کیونکہ میں اپنے آپ کو اس سے کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ جل شانہ میرے معاملے میں خود کلام فرمائیں، ہاں، مجھے یہ امید ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب

دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری براءت کر دیں گے پس خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ ابھی اپنی اس مجلس سے نہیں اٹھے تھے اور نہ ہی گھر والوں میں کوئی اٹھا تھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہونے لگی چنانچہ آپ کو اس شدت نے پکڑ لیا جو نزول وحی کے وقت آپ پر طاری ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی مبارک سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے گرنے لگے، حالانکہ دن سردی کا تھا، یہ اس کلام الٰہی کے ثقل کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل کیا گیا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جب یہ کیفیت دور ہوئی تو آپؐ مسکرا رہے تھے چنانچہ سب سے پہلا کلمہ جو آپ نے فرمایا وہ یہ تھا ''عائشہ! اللہ جل شانہ نے تمہاری براءت نازل کر دی'' پس میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے تعظیم واکرام کے طور پر کھڑی ہو جاؤ۔ میں نے کہا، خدا کی قسم! میں نہیں کھڑی ہوں گی میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی حمد وشکر بجالاؤں گی یعنی میری براءت کا اعلان بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''اِنّ الّذین جآء و ابالافک عصبة منکم''

جب اللہ جل شانہ نے میری براءت کا اعلان ان آیات میں کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جو کہ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قرابت اور ان کی غربت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے کہ بخدا میں آئندہ مسطح پر کچھ بھی خرچ نہ کروں گا کہ اس نے بھی عائشہ پر تہمت لگائی ہے، اس پر قرآن مجید کی آیت (ولا یاتل اولوا الفضل منکم سے غفور رحیم) تک نازل ہوئی اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیوں نہیں، میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا خرچ دوبارہ دینا شروع کر دیا اور کہا واللہ! ان کا یہ نفقہ میں کبھی بند نہیں کروں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے معاملے میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی دریافت کیا تھا کہ عائشہ کے متعلق تم کیا جانتی ہو تو ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تھا، ''احمی سمعی و بصری، واللہ، ماعلمت الا خیرا''

یعنی میں اپنے کانوں کو ایسی فضول باتیں سننے سے اور اپنی نگاہ کو ناپسندیدہ مناظر دیکھنے سے محفوظ رکھتی ہوں خدا کی قسم! مجھے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں کوئی بات سوائے بھلائی اور خیر کے معلوم نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں سے ایک زینب (رضی اللہ عنہا) ہی ایسی تھیں جو میرا مقابلہ (حسن و جمال، عقل و ذکاوت وغیرہ میں) کرتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ورع و تقوی کی وجہ سے ان کی حفاظت فرمائی۔

رواہ البخاری کتاب الشہادت، کتاب الجہاد، کتاب التفسیر تفسیر سورۃ النور رقم الحدیث، (۳۹۱۰)

آپؓ کی شان میں نازل شدہ آیات:

"انّ الذین جاء وا بالا فک عصبة منکم لا تحسبوه شرالکم بل هو خیر لکم لکلّ امرئ منهم ما اکتسب من الاثم و الذی تولی کبره منهم له عذاب عظیم. لو لااذ سمعتموه ظن المومنون والمومنت بانفسهم خیرا و قالوا هذا افک مبین. لو لاجاء وعلیه باربعة شهداء فاذلم یاتوا بالشهداء فاولئک عند الله هم الکذبون. ولو لافضل الله علیکم و رحمته فی الدنیا و الاخرة لمسّکم فی ما افضتم فیه عذاب عظیم" (سورۃ النور، پ۱۸)

(ترجمہ) "جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تمہارے میں ایک گروہ ہے۔ تم اس (طوفان بندی) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہ (باعتبار انجام کے) تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور ان میں جس نے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہوگی۔ جب تم لوگوں نے بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس والوں کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا اور یوں کیوں نہ کہا

کہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ سو
جس صورت میں یہ گواہ نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک یہ جھوٹے
ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل نہ ہوتا دنیا میں اور آخرت میں
تو جس شغل میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا۔
(تسہیل شدہ ترجمہ حضرت حکیم الامتؒ)

اگر جنت میں میری رفاقت مطلوب ہے تو......!

ایک دن رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں کسی نے چند کھجوریں ہدیہ کیں جن کی تعداد حدیث مبارک میں ۹ یا ۱۱ ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کئی دن کے فاقے سے تھے بھوک کے باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ کھجوریں خود نہ کھائیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے لیے رکھ دیں۔ جب حضور اکرم ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ کھجوریں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپؐ نے کھجوریں تناول فرمائیں پھر بعد میں خیال آیا تو پوچھا: عائشہ! تم نے بھی کچھ کھایا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے رب کی رضا کافی ہے۔

آنحضرت ﷺ سمجھ گئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کچھ نہیں کھایا ہے آپ کو بہت افسوس ہوا فرمایا عائشہ! تم نے کھجوریں کھا لینی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسکرائیں اور عرض کی اللہ کے رسول ﷺ نے کھالیں؟ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک حرکت میں آئے اور دعا کی اے اللہ! عائشہ کو اس صبر کا اجر عظیم عطا فرما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: حضور! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں بھی آپؐ کی بیوی بنائے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر جنت میں میری رفاقت مطلوب ہے تو پھر زاہدہ اور صابرہ بن جاؤ۔ کل کے لیے سامان خوراک جمع نہ کرو جو زائد ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا کرو۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو سننے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زندگی

پھر آپؓ اس ارشاد مبارک کو حرز جاں بنائے رکھا اور دل و جان سے اس پر عمل پیرا رہیں۔
(مستدرک حاکم)

بہن، بھائی سے ایثار کا معاملہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''مقام غابہ'' میں موجود اپنے کھجور کے درختوں میں سے بیس وسق کھجور انہیں بطور تحفہ دینے کے لیے مخصوص کر لیے تھے۔ لیکن جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر فرمایا بیٹی! بخدا دنیا میں میرے لیے تم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے اور نہ ہی میرے بعد تمہاری تنگ دستی سے بڑھ کر کسی اور کے لیے کوئی چیز تکلیف دہ ہے۔

میں نے تم کو دینے کے لیے بیس وسق کھجور مخصوص کر لئے تھے، اگر تم نے وہ کھجور اتروا لئے ہیں اور ان کا ذخیرہ کر لیا ہے تو پھر وہ تمہارے ہیں ورنہ آج کے بعد یہ وراثت کا مال ہے، اور اس کے وارث تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اس لئے اس متروکہ مال کو میرے بعد کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کر لینا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ابا جان! اگر آپ مجھے اس سے بھی زیادہ مال بطور عطیہ دے دیتے تو میں پھر بھی میراث کی تقسیم کی خاطر اس مال سے دست بردار ہو جاتی۔ لیکن ابا جان! میری ایک بہن تو اسماء ہوئی دوسری بہن کون سی ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہاری دوسری بہن وہ ہے جو میری بیوی حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اراها جارية'' میرا خیال ہے کہ بچی پیدا ہوگی۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا اور ام کلثوم بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس حمل سے پیدا ہوئیں۔ (سنن بیہقی ج۶، موطا امام مالک)

ایک لاکھ درہم ایک دن میں راہ خدا میں تقسیم

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ سے زائد درہم پیش

کئے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے طباق منگوایا اس کو درہموں سے بھر بھر کر تقسیم کرنا شروع کر دیا اور مسلسل تقسیم کرتی رہیں یہاں تک کہ شام تک سب ختم کر دیئے ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا۔

اس دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود روزے سے تھیں افطار کے وقت باندی سے فرمایا کہ افطاری کے لیے کچھ لے آؤ، وہ ایک روٹی اور زیتون کا تیل لے آئیں اور عرض کرنے لگیں کہ کیا ہی اچھا ہوتا ایک درہم کا گوشت منگا لیتیں تو آج ہم روزہ گوشت سے افطار کر لیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باندی سے فرمایا: اب کہنے سے کیا ہوتا ہے اس وقت یاد دلاتی تو میں منگوا لیتی۔ (حکایات صحابہؓ)

اس میں سے کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے بہتر ہے

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزہ سے تھیں اس اثناء میں ایک مسکین نے آ کر سوال کیا اس وقت گھر میں صرف ایک روٹی تھی۔ آپؓ نے باندی کو حکم دیا کہ یہ روٹی اس مسکین کو دے دو، باندی نے ان سے کہا آپ کی افطاری کے لئے اور کچھ نہیں ہے۔ یعنی گھر میں صرف یہی ایک روٹی کے علاوہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا (کوئی بات نہیں) تم پھر بھی اسے یہ روٹی دے دو۔ چنانچہ باندی کہتی ہے کہ میں نے اس مسکین کو وہ روٹی دے دی۔ جب شام ہوئی تو ایک ایسے گھر والے نے یا ایک ایسے آدمی نے جو کہ انہیں ہدیہ نہیں دیا کرتا تھا ایک پکی ہوئی بکری اور اس کے ساتھ بہت سی روٹیاں ہدیہ میں بھیج دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باندی کو بلا کر فرمایا: اس میں سے کھاؤ یہ تمہاری (روٹی کی) ٹکیہ سے بہتر ہے۔ (موطا امام مالکؒ)

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں بڑی بابرکت ہے وہ ذات جو ہر چیز کو سن لیتی ہے میں حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات سن رہی تھی لیکن کبھی ان کی آواز مجھے

آتی تھی اور کبھی نہیں آتی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ سے اپنے خاوند کی شکایت یوں کر رہی تھیں کہ یارسول اللہ! میرے خاوند نے میرا سارا مال کھالیا ہے اور میری جوانی ختم کر دی اور میرے پیٹ سے اس کے بہت سے بچے پیدا ہوئے یہاں تک کہ جب میری عمر زیادہ ہوگئی اور میرے بچے ہونے بند ہو گئے تو اس نے مجھ سے ظہار کرلیا ہے۔ (ظہار طلاق کی ایک قسم ہے) اے اللہ! میں تجھ سے اس کی شکایت کرتی ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابھی وہاں سے اٹھی نہیں تھیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے:

”قد سمع قو ل التی تجادلک فی زو جھا“ الخ (مجادلہ/۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی اور (اپنے رنج وغم) کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا (اور) اللہ (تو) سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے“

(رواہ البخاری (کتاب التوبہ) تفسیر ابن کثیر (۴/الجز ۲۸ص ۴۰۶) بیہقی)

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں تو اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کے سر مبارک کا دایاں حصہ دھو رہی تھیں حتی کہ جب حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کا بائیں جانب دھونے لگیں اور انہوں نے حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تم بات کو ختم کرو اور شکوہ شکایت کرنا چھوڑ دو کیا تم رسول اقدس ﷺ کے چہرہ انور کی طرف نہیں دیکھتی.......... اتنی دیر میں سلسلہ وحی منقطع ہوا اور آپؐ نے اس عورت کے شوہر کو بلا آیات ظہار سنائیں۔ تفسیر الخازن (۶۵۵/۴)

﴿تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہنم کو یاد کر کے رونے لگی۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں جہنم کو یاد کر کے رو رہی ہوں کیا آپؐ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔

ایک تو اعمال کے ترازو کے پاس جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ترازو (نیک اعمال کی وجہ سے) ہلکا ہو گا یا (گناہوں کی وجہ سے) بھاری ہو گا۔

دوسرے اعمال نامے ملنے کے وقت کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا۔ جسے اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا لو میرا اعمالنامہ پڑھ لو یہاں تک کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں آئے گا یا بائیں میں اور (سامنے سے ملے گا) یا پشت کے پیچھے سے۔

تیسرے پل صراط کے پاس کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔ جب پل صراط جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا اس کے دونوں کناروں پر بہت سارے آنکڑے اور کانٹے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہیں گے ان آنکڑوں اور کانٹوں میں پھنسا کر روک لیں گے۔ یہاں تک کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے نجات پاتا ہے یا نہیں۔

(مستدرک حاکم، حیاۃ صحابہ حصہ سوم)

خواتینِ انصار کی تعریف

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں اور ہم نے قریش کی عورتوں کا تذکرہ کیا اور ان کے فضائل بیان کیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا واقعی قریش کی عورتوں کو بڑے فضائل حاصل ہیں لیکن اللہ کی قسم! اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنے اور اس پر ایمان لانے میں انصار کی عورتوں سے آگے بڑھا ہوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

جب ''سورۃ نور'' کی یہ آیت نازل ہوئی:

''ولیضربن بخمرھن علی جیوبھنّ'' (سورۃ النور/ ۳۱)

''اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں''

تو انصار مردوں نے گھر جا کر اپنی عورتوں کو حکم خداوندی سنایا جو اللہ تعالیٰ نے اس

آیت میں نازل فرمایا ہے۔ اور صورتحال یہ تھی کہ ہر آدمی اپنی بیوی، اپنی بیٹی، اپنی بہن اور اپنی ہر رشتہ دار عورت کو یہ آیت پڑھ کر سناتا۔ ان میں سے ہر عورت یہ حکم سنتے ہی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیت پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے کے لئے فوراً کھڑی ہو کر منقش چادر لے کر اس میں لپٹ جاتی۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز میں یہ سب چادروں میں ایسی لپٹی ہوئی آئیں کہ گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد وابن ابی حاتم، وفی التفسیر لابن کثیر)

﴿حضرت ام المومنینؓ کا تلاوت قرآن حکیم سننا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات مجھے حضور اکرم ﷺ کے پاس آنے میں دیر ہوگئی۔ جب میں آپؐ کے پاس گئی تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: تم کہاں تھیں؟ میں نے عرض کیا: آپؐ کے ایک صحابی مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں ان کی تلاوت کو سن رہی تھی۔ (اس لئے حاضر ہونے میں دیر ہوگئی) میں نے اس جیسی آواز اور اس جیسی قراءت آپؐ کے کسی اور صحابی سے نہیں سنی۔

رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے، تو آپؐ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اٹھ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جا کر کچھ دیر تک ان صحابی کی قراءت سنی پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''یہ ابوحذیفہ (رضی اللہ عنہ) کے غلام ''سالم'' (رضی اللہ عنہ) ہیں تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں اس جیسے آدمی بنائے ہیں'' (مستدرک حاکم، حیاۃ الصحابہ سوم)

﴿حضرت ام المومنینؓ میدان جہاد میں﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و کمالات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے آپؐ جہاں ایک فقیہ، مجتہدہ، ذہین، فطین، سلیقہ شعار، امام الانبیاء (ﷺ) کی مزاج شناس خاتون تھیں وہیں آپؓ کی زندگی مجاہدانہ کارناموں سے بھی لبریز ہے۔

۳ ہجری کا واقعہ ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر ایک اتفاقی غلطی سے مسلمانوں کی فتح شکست سے بدلنے لگی اسی اثناء میں امام الانبیاء ﷺ کے شہید ہونے کی غلط خبر بھی مشہور ہوگئی۔ مدینہ طیبہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے ساتھ دیگر خواتین بے خوف وخطر، جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان جنگ کی طرف بھاگیں۔

میدان کارزار میں پہنچ کر سرور کائنات ﷺ کے زخموں کو پانی سے دھویا۔ پھر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا وہ پائنچے چڑھائے ہوئے ہیں اور ان کی پنڈلی کی جھانجن نظر آرہی ہے۔

پھر دوسرے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جو ادھر منتشر ہو چکے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے گرد جمع ہونا شروع ہوگئے تو یہ خواتین اسلام واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئیں۔

(تاریخ طبری، دوم، حیاۃ الصحابہ سوم)

حیرت کا نقش بن گئے ہم ان کو دیکھ کر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ اپنے نعلین مبارک کو بنفس خود پیوند لگا رہے تھے۔ اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ اتفاق سے میری نظر امام الانبیاء ﷺ کے چہرہ انور کی طرف گئی تو میں نے دیکھا کہ آپ ؐ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے چند قطرات نمایاں ہیں اور پسینہ کے اندر ایک نور ہے جو ابھر رہا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے لئے یہ ایک ایسا خوبصورت منظر تھا کہ میں حیرت وتعجب سے پوری دلجمعی کے ساتھ کافی دیر تک آقا ﷺ کی جبین مبارک کا دیدار کرتی رہی۔

اچانک رسول اللہ ﷺ نے جو نظر مبارک اٹھا کر میری طرف دیکھا (کہ میں آپ ؐ کی طرف حیرانگی کے ساتھ دیکھ رہی ہوں) تو فرمایا: عائشہ! کیا بات ہے۔ کیوں حیران ہو کر میری طرف دیکھ رہی ہو؟

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ کے قطرات ہیں اور مجھے قطرات میں ایک چمکتا ہوا نور دکھائی دے رہا ہے۔ اس خوش کن اور مبارک منظر نے مجھے آپ کی طرف دیکھتے رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بخدا اگر ''ابوکبیر ہذلی'' (زمانہ جاہلیت کا مشہور شاعر) آپ کو دیکھ لیتا تو اسے معلوم ہوتا کہ اس کے اشعار کا صحیح مصداق رسول اللہ ﷺ ہی کی ذات اقدس ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سناؤ تو اس کے اشعار کیا ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو ابوکبیر ہذلی کے یہ اشعار سنائے:

و مبرأ من كل غبر حيضة وفساد مرضعة و داء مغيل

و اذا نظرت الى اسرة وجهه برقت كبرق العارض المتهلل

(ترجمہ) ''وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے پاک ہے اس کے روشن چہرے کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ نور اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے''

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سنے تو جو کچھ ہاتھ میں تھا وہ رکھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: جو لطف و راحت مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوئی ہے اس قدر مسرت و سرور تجھے میرے نظارے سے بھی حاصل نہ ہوا ہوگا۔

مستدرک حاکم، مدارج السالکین ص (۲۷۷) مصر بحوالہ سیرت عائشہؓ (ص ۲۵۲)

راز دار نبوت (ﷺ)

ایک مرتبہ رسول ﷺ نے قریش سے جہاد کا ارادہ فرمایا۔ لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کسی جہاد کے سفر پر جانے کی تیاری کریں۔ اور اس بات کو پوشیدہ رکھیں کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ خود بھی جہاد کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

کچھ دیر کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے۔ وہ اس وقت گندم چھان رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا کر رہی ہو۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے تیاری کا حکم فرمایا ہے؟ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش

ہو گئیں۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ خود ہی پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا جہاد پر روانہ ہونے کا ارادہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر بھی خاموش رہیں پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ شاید اہل نجد سے جنگ کا خیال ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر بھی خاموش رہیں۔ اور کچھ نہ کہا۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، شاید قریش سے لڑائی کا عزم ہے۔ پھر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کوئی جواب نہ دیا۔

اسی دوران رسول ﷺ بھی تشریف لے آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کہیں جانے کا ارادہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، عرض کیا روم کی طرف جانے کا ارادہ ہے۔ فرمایا نہیں، پھر عرض کیا اہل نجد کی طرف روانگی کا ارادہ ہے فرمایا نہیں۔ دریافت کیا کہ شاید قریش کی سمت جانا ہوگا۔ (تاریخ ابن کثیر قصہ چہارم)

آپؓ کی برکت سے تیمّم کے حکم کا نزول

ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے ساتھ تھیں۔ دوران سفر آپؓ کا وہی ہار گم ہو گیا تھا جو ہار واقعہ افک میں گم ہو گیا تھا۔ جب قافلہ واپس ہوا اور ذات الجیش کے مقام پر پہنچا تو وہ وہی ہار ٹوٹ کر گم ہو گیا۔

گزشتہ واقعہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سخت تنبیہ ہو گئی تھی۔ لہٰذا فوراً آنحضرت ﷺ کو ہار کی گمشدگی کی اطلاع دی۔ صبح قریب تھی، آنحضرت ﷺ نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا اور ایک آدمی کو ہار ڈھونڈنے کے لئے روانہ فرمایا۔

اتفاق سے جہاں قافلے نے پڑاؤ ڈالا تھا وہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہیں تھا، جب نماز کا وقت قریب آیا تو لوگ گھبرائے ہوئے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں اپنی حالت زار کی خبر دی۔ (یعنی نماز کا وقت آچکا ہے اور وضو کے لئے دور دور تک کہیں پانی موجود نہیں ہے۔ کیا کیا جائے؟) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زانو مبارک پر سر رکھے آرام فرما رہے ہیں۔ آپؓ نے بیٹی سے کہا تم روز کوئی نہ کوئی نئی مصیبت بنا دیتی ہو اور غصے سے ان کے پہلو میں کئی کونچے لگائے۔

لیکن حضرت عائشہ ؓ آپ کے آرام کے خیال سے ہل بھی نہ سکیں بلکہ اپنی پہلی حالت پر بیٹھی رہیں تا کہ آنحضرت ﷺ کی استراحت فرمانے میں کوئی خلل نہ واقع ہو جائے۔

جب آنحضرت ﷺ بیدار ہوئے تو واقعہ معلوم ہوا۔

اسی اثناء میں تاریخی وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ کہ پہلے تو نماز کے لیے صرف وضو ہی پاکی کا ذریعہ تھا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہار گم ہونے کی وجہ سے قافلے کو بے آب و گیاہ وادی میں ٹھہرنا پڑا جہاں وضو تک کے لئے پانی میسر نہ تھا۔ چنانچہ حکم آ گیا کہ مذکورہ صورتوں میں وضو کے بجائے تیمّم کر کے بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"و ان كنتم مرضى او على سفر اوجآء أحد منكم من الغآئط اولمستم النسآء فلم تجدو امآءً فتيمّمُوا صعيدًا طيبا فامسحوا بو جوهكم و ايديكم، ان اللّٰه كان عفوًّا غفورا" (النساء: ۴۳)

(ترجمہ) ''اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت بشری سے فارغ ہو کر آیا ہے یا تم نے عورتوں سے ملاقات شرعی کی ہے اور تم پانی نہیں پاتے تو پاک مٹی کا قصد کرو۔ (یعنی پاک مٹی سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرو) اور اس میں سے کچھ ہاتھ اور کچھ منہ پر پھیر لو بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے''

چند لمحے قبل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشانی کا شکار تھے اور پانی میسر نہ آنے کی وجہ سے مشقت سے دو چار تھے لیکن اب صورتحال یکسر بدل چکی تھی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دل خوشی و مسرت سے باغ باغ ہو گیا۔ اور تمام حضرات اپنی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دعائیں دینے لگے اور جب قافلہ کی روانگی کے لیے اونٹ کو کھڑا کیا گیا تو ہار اونٹ کے نیچے پڑا ہوا مل گیا۔ رواہ البخاری کتاب التیمم (۸/۱)

حضرت اسید بن حضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ اللہ آپ

کو جزائے خیر دے اللہ کی قسم! آپ کے متعلق جب بھی کوئی واقعہ پیش آیا اللہ نے اس سے خلاصی کا راستہ نکالا اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت رکھی۔

راہ البخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہؓ (۱/۵۳۲، ۱/۵۱۸)

آپؓ کا ایک دعا سیکھنے کے شوق میں پریشان ہونا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسا نام بتا دیا ہے کہ جب اس کے ذریعے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا قبول فرمالیتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ مجھے وہ دعا سکھادیں۔

آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ! وہ دعا تیرے لی مناسب نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک کونے میں پریشان ہو کر بیٹھ گئی۔ پھر اٹھی اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے وہ دعا سکھا دیں۔ آپؐ نے فرمایا: تیرے لیے مناسب نہیں کہ میں تجھے وہ دعا سکھاؤں اور تو اس کے ذریعے دنیا کی کسی چیز کا سوال کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں کھڑی ہوگئی میں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اللّٰهَ وَاَدْعُوْکَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْکَ الْبَرَّ الرَّحِیْمَ وَاَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ"

(ترجمہ) "اے اللہ! میں تجھ کو "اللہ" کہہ کر پکارتی ہوں اور تجھ کو "رحمان" کہہ کر پکارتی ہوں اور میں تجھے کو بھلا اور رحیم کہہ کر پکارتی ہوں اور میں تجھے تیرے تمام اچھے ناموں کے ساتھ پکارتی ہوں جو نام میں ان ناموں میں سے جانتی ہوں اور جن کو میں نہیں جانتی یہ کہ

تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر دے''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ یہ دعا سن کر مسکرائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا عائشہ! وہ مبارک نام ان ہی ناموں میں سے ہے جن ناموں کے ساتھ تو نے دعا کی ہے۔ حیاۃ الصحابہ، (۳۵۹/۳)

حضرت ام المومنینؓ اور علم طب

حضرت عروۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ کے معاملے میں جتنا سوچتا ہوں اتنا ہی مجھے تعجب ہوتا ہے۔ آپ مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والی نظر آتی ہیں تو میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے (یعنی یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ) آپ تو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں (آپؓ کو دین کی سب سے زیادہ سمجھ والا ہونا ہی چاہیے) آپ مجھے عرب کی لڑائیوں کو ان کے نسب ناموں کو، اور ان کے اشعار کو جاننے والی نظر آتی ہیں تو میں کہتا ہوں اس میں کیا بات ہے؟ آپؓ کے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قریش کے بہت بڑے عالم تھے۔ (لہٰذا ان کی بیٹی کو بھی ایسا ہونا ہی چاہئے)

لیکن! مجھے تعجب اس بات پر ہے کہ آپؓ ''طب'' بھی جانتی ہیں یہ آپؓ نے کہاں سے سیکھ لی؟۔۔۔۔۔ انہوں نے پیار سے میرا ہاتھ پکڑ کر (اور پیار سے نام بدل کر) فرمایا اے عریہ! جب حضور ﷺ کی بیماریاں زیادہ ہوگئیں تو عرب و عجم کے اطباء ان کے پاس دوائیاں بھیجنے لگے۔ اس طرح میں نے علم طب سیکھ لیا۔ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان دوائیوں سے حضور اکرم ﷺ کا علاج کیا کرتی تھیں یہاں سے انہوں نے طب بھی سیکھ لی۔ (مسند احمد، اوسط الکبیر)

یہ دعا تو میں اپنی امت کے لئے ہر نماز میں مانگتا ہوں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ بہت خوش ہیں

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں۔ چنانچہ آپؐ نے یہ دعا فرمائی:

''اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما اور جو اس نے چھپ کر کئے اور جو اس نے علی الاعلان کئے وہ بھی سب معاف فرما''

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس دعا سے بہت زیادہ خوش ہوئی یہاں تک کہ میں خوشی کے مارے لوٹ پوٹ ہونے لگی جس سے میرا سر میری گود میں چلا گیا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں میری دعا سے بہت خوشی ہو رہی ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے آپ کی دعا سے خوشی کیوں نہ ہو؟

آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ دعا تو میں اپنی امت کے لئے ہر نماز میں مانگتا ہوں۔

حیاۃ الصحابہ سوم (۳/۳٦۲)

گیارہ عورتوں کا قصہ

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو گیارہ عورتوں کا قصہ سنایا آپؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ سہلیاں آپس میں یہ معاہدہ اور اقرار کیا کہ وہ اپنے اپنے خاوندوں کی کوئی بات نہ چھپائیں گی اور پورا پورا حال سچ سچ بیان کریں گی۔

ان گیارہ عورتوں کے نام صحیح روایات سے ثابت نہیں اگر چہ بعض روایات میں بعض کا نام آیا ہے پھر ان کے ناموں میں بہت اختلاف ہے اس لئے نام حذف کر دیئے گئے یہ عورتیں یمنی یا حجازی تھیں ان کے خاوند دوسری جگہوں پر اپنی اپنی ضرورت سے گئے ہوئے تھے یہ خالی تھیں تو دل بہلانے کے لئے بیٹھ گئیں اور باتیں شروع ہو گئیں۔ ہر ایک عورت نے اپنے اپنے شوہر کا حال بیان کر دیا۔

پہلی عورت:

پہلی عورت نے کہا، میرا خاوند ناکارہ دبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے جو ایک دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو نہ پہاڑ کا راستہ آسان ہے جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا

ممکن ہو، اور نہ ہی وہ گوشت ایسا عمدہ ہے کہ تکلیف اٹھا کر لایا جائے۔

یعنی اس عورت کا خاوند بے کار آدمی ہے اس میں کوئی خوبی نہیں ہے، برائے نام کسی کام کا ہو بھی تو بد خلق اور متکبر اتنا ہے کہ اس تک رسائی مشکل ہے، نہ ملتے بن پڑے نہ چھوڑے بن پڑے۔

دوسری عورت بولی:

میں اپنے خاوند کا حال نہیں بتا سکتی۔ میں ڈرتی ہوں کہ اگر اس کے عیوب بیان کرنے شروع کروں تو پورے نہ بتا سکوں گی کیونکہ اگر بتاؤں تو ظاہری اور باطنی سب عیوب بیان کروں۔

یعنی دوسری عورت نے اپنے شوہر کو سراپا عیب قرار دیتے ہوئے اجمالاً اس کے عیب بیان کر دیئے اور تفصیل سے معذرت کر لی۔

تیسری عورت بولی:

میرا خاوند لمبا ہے یعنی احمق بیوقوف ہے اگر میں کسی بات پر بول پڑوں تو فوراً طلاق اور اگر چپ رہوں تو لٹکی رہوں یعنی زبان سے کوئی ضرورت بیان کروں تو طلاق کا خدشہ ہے اور اگر خاموش رہوں تو اس کو میری پروانہیں ہوتی۔ نہ شوہر والیوں میں شمار نہ بے شوہر والیوں میں کہ کوئی دوسری جگہ تلاش کروں۔

چوتھی عورت گویا ہوئی:

میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح ہے یعنی معتدل المزاج ہے نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا اس سے کسی قسم کا خوف ہے نہ ملال۔

گویا اس عورت نے اپنے شوہر کی تعریف کی ہے کہ اس کا شوہر میانہ روی اور اعتدال کے راستے پر چلنے والا ہے نہ زیادہ چاپلوسی کرتا ہے اور نہ ہی بیزار رہتا ہے۔

پانچویں عورت نے کہا:

میرا خاوند جب گھر آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر بن جاتا ہے

اور جو کچھ مال و اسباب گھر میں چھوڑ کر جاتا ہے اس کے بارے میں پوچھتا بھی نہیں ہے۔

اس عورت نے بھی اپنے خاوند کی تعریف کی ہے کہ وہ گھر میں آ کر بے خبر ہو جاتا ہے، نہ خفا ہوتا ہے، نہ کسی چیز میں دخل دیتا ہے اور گھر میں جو کھانے پینے کی اشیاء ہوں ان کے متعلق باز پرس نہیں کرتا۔

چھٹی عورت نے کہا:

میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے اور لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے میری طرف اپنا ہاتھ تک نہیں بڑھاتا تاکہ میرا دکھ درد جان سکے۔

اس عورت نے اپنے خاوند کی مذمت بیان کی ہے کہ اس کو بیل کی طرح کھانے پینے کے سوا کوئی کام نہیں آتا اور عورت کی خبر گیری کی فکر کرتا ہے۔

ساتویں عورت کہنے لگی:

میرا خاوند صحبت سے عاجز اور نامرد ہے، اور اتنا ناسمجھ ہے کہ بات بھی نہیں کر سکتا ہر بیماری اس میں موجود ہے اور ظالم بھی ایسا ہے کہ میرا سر پھوڑ دے یا جسم زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔

اس عورت نے بھی اپنے خاوند کی مذمت بیان کی ہے کہ وہ حقِ زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہے بات کریں تو گالی دے مذاق کریں تو سر پھوڑ دے ناراض ہو تو اعضاء توڑ ڈالے یا سب ظلم ہی کر ڈالے۔

آٹھویں عورت نے کہا

میرا شوہر خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہے اور چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے۔

اس عورت نے اپنے شوہر کی مدح سرائی کی ہے کہ اس کا ظاہر اور باطن دونوں اچھے ہیں۔ نرم مزاج ہے کہ نام کو غصہ نہیں، نازک بدن اور خوشبودار جسم والا ہے کہ لپٹنے کو دل چاہے۔

نویں عورت کہنے لگی:

میرا خاوند اونچے محل والا، اونچے قد والا اور بڑی راکھ والا ہے اور اس کا مکان

دارالمشورہ کے قریب ہے۔

اس عورت نے بھی اپنے شوہر کی اچھائی بیان کی ہے کہ وہ بڑا رئیس اور سخی آدمی ہے ہر وقت اس کا باورچی خانہ گرم رہتا ہے۔ اس لئے راکھ بھی بہت نکلتی ہے معتدل قد و قامت والا، سمجھدار انسان ہے اس لئے اس سے مشورہ کرنے میں رجوع کیا جاتا ہے گویا اس کا گھر ہی دارالمشورہ بن گیا ہے۔

دسویں عورت نے کہا:

میرے خاوند کا نام مالک ہے۔ اور مالک کیا خوب ہے مالک میری تمام تعریفوں سے افضل ہے، اس کے اونٹوں کے بہت شتر خانے ہیں اور کم چراگاہیں ہیں۔ جب اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو اپنے ذبح ہونے کا یقین کر لیتے ہیں۔

اس عورت کے کلام کا ماحصل یہ ہے کہ اس کا خاوند نہایت سخی ہے۔ مہمانداری کی وجہ سے اونٹ چرنے کا موقع ہی نہیں پاتے اور گھر میں ہی کھڑے کھڑے ذبح کر دیئے جاتے ہیں۔ اور مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے پیش کیے جاتے ہیں۔

گیارہویں عورت نے بیان کیا:

میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے، اور کیا خوب ابوزرع ہے اس نے زیورات سے میرے کان جھکا دیئے اور کھلا کھلا کر چربی سے میرے بازو بھر دیئے اور مجھ کو بہت خوش کیا چنانچہ میری جان بہت مسرور اور پر مسرت ہے۔

اس نے مجھے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے اور تنگی سے گذر بسر کرتے تھے سو اس نے مجھے گھوڑے، اونٹ، کھیت اور خرمن کا مالک بنا دیا یعنی ذلیل محتاج تھی اس نے مجھ کو باعزت اور مالدار کر دیا اس پر مزید خوش خلقی یہ ہے کہ میں اس سے بات کرتی ہوں تو وہ مجھ کو برا نہیں کہتا سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں یعنی کچھ کام کرنا نہیں پڑتا پیتی ہوں تو سیراب ہو جاتی ہوں۔

ابوزرع کی ماں! سو کیا خوب ہے ابوزرع کی ماں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ

بھرے رہتے ہیں اس کا مکان نہایت وسیع ہے یعنی وہ بڑی مالدار اور بڑی فراخدل خاتون ہے۔

ابوزرع کا بیٹا! سو کیا خوب ہے ابوزرع کا بیٹا اس کی خواب گاہ ستی ہوئی تلوار کی طرح باریک ہے بکری کے بچہ کا ایک دست اس کو آسودہ کر دیتا ہے۔ یعنی بہادر ہے، سپاہیانہ زندگی گذارتا ہے کہ ذرا سی جگہ میں تھوڑا بہت لیٹ جاتا ہے، اسی طرح کھانے میں بھی اس کی غذا مختصر اور قلیل ہے۔

ابوزرع کی بیٹی! بھلا اس کی کیا بات ہے وہ باپ کی تابعدار، ماں کی فرمانبردار، اپنے لباس کو بھرنے والی یعنی صحتمند اور موٹی تازی ہے۔ اور اپنی سوکن کی جان ہے یعنی اپنے خاوند کی پیاری ہے اس واسطے اس کی سوکن اس سے جلتی اور کڑھتی رہتی ہے۔

ابوزرع کی باندی کا کیا کمال بتاؤں ہمارے گھر کی بات کبھی بھی باہر جا کر نہیں کہتی کھانے تک کی چیز بھی بلا اجازت خرچ نہیں کرتی اور ہمارا گھر کوڑے سے آلودہ نہیں کرتی۔ یعنی مکان کو صاف وشفاف رکھتی ہے۔

یہ ہماری حالت تھی مزے سے دن گزر رہے تھے ایک روز صبح کے وقت جبکہ دودھ کے برتن بلوئے جارہے تھے کہ ابوزرع گھر سے نکلا تو راستہ میں وہ ایک عورت سے ملا جس کے ساتھ چیتے جیسے دو بچے تھے جو اس کی گود میں دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ پس وہ ابوزرع کو کچھ ایسی پسند آئی کہ اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے نکاح کر لیا۔

ابوزرع کے مجھے طلاق دینے کے بعد میں نے ایک شریف سردار مرد سے نکاح کیا جو عمدہ گھوڑے کے شہسوار سپہ گر اور نیزہ باز ہے اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور اونٹ، گائے، بکری وغیرہ میں سے ایک ایک جوڑا مجھ کو دیا اور یہ بھی کہا، ام زرع! خود بھی کھا اور اپنے میکے والوں میں بھی جو چاہے بھیج دے۔

لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اس کی ساری عطاؤں کو جمع کروں جو دوسرے خاوند نے دیا تو وہ سب ابوزرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ ہوں یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کو گیارہ عورتوں کا قصہ سنا

چکیں تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابوزرع تھا یعنی میں ویسے ہی تیری خاطر کرتا ہوں۔ مگر میں تجھے طلاق نہیں دونگا۔

اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ابوزرع کی کیا حیثیت ہے؟ آپ میرے لئے اس سے بہت بڑھ کر ہیں۔

رواہ مسلم، (جلد۲)، والبخاری (جلد۲)، والترمذی، والطبرانی وفی الشمائل باب ماجاء کلام رسول اللہؐ (ص ۱۷)

﴿یوں بھی ہوتا ہے اظہار الفت﴾

ایک دفعہ ایک ایرانی پڑوسی نے آپؐ کی دعوت کی آپؐ نے فرمایا: عائشہ بھی میرے ساتھ ہوں گی۔ ایرانی نے کہا: نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تو میں بھی تمہاری دعوت قبول نہیں کرتا۔

رسول اکرمؐ کے دعوت قبول نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس روز رسول اللہ ﷺ کے گھر میں فاقہ تھا اور (جس کی وجہ سے) آپؐ کے گھر والے بھوک کی تکلیف میں مبتلا تھے اس لئے آپؐ نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ بیوی کو گھر میں بھوکا چھوڑ کر خود شکم سیری فرمائیں۔

میزبان واپس چلا گیا اور دوبارہ حاضر ہوا اور پھر یہی سوال اور جواب ہوئے وہ پھر واپس چلا گیا۔

میزبان تیسری مرتبہ پھر حاضر ہوا آپؐ نے تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ عائشہ کی بھی دعوت ہوں گی؟ میزبان نے عرض کیا: جی ہاں۔ اس کے بعد آپؐ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے گھر تشریف لے گئے۔ پڑوسی نے دو دفعہ انکار اس لیے کیا تھا کہ ان کے ہاں دعوت کا سامان ایک ہی آدمی کا تھا، تیسری دفعہ میں کچھ سامان کا انتظار کر کے حاضر خدمت ہوئے تھے۔

(رواہ مسلم کتاب الاطعمہ جلد نمبر ۲)

﴿غم آخرت کا چراغ﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! جب سے آپ نے مجھ سے منکر نکیر کی سخت

آواز اور قبر کے بھینچنے کا تذکرہ فرمایا ہے اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہو رہی اور قبر کا خیال اور فکر مجھے کھائے جا رہا ہے۔

یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ! منکر نکیر کی آواز مومنوں کے کانوں کو ایسی اچھی لگے گی جیسے آنکھوں میں سرمہ اچھا لگتا ہے اور مومنوں کو قبر کا دبوچنا ایسا آرام دہ محسوس ہوگا جیسے شفقت والی ماں سے بیٹا دردسر کی شکایت کرے اور ماں آہستہ آہستہ دبائے لیکن اے عائشہ! اللہ کے معاملہ میں شک کرنے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے۔

جانتی ہو وہ قبر میں کیسے دبوچے جائیں گے؟ پھر حضور اکرم ﷺ نے خود ہی فرمایا: وہ اس طرح دبوچے جائیں گے جیسے بہت بڑا پتھر انڈے کو کچل دے۔ (المشکوۃ المصابیح)

زندگی گذارنے کا ایک سنہری اصول

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پروردگار عالم نے حکمت و بصیرت کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپؓ سرور کائنات ﷺ کے ایک ایک فرمان پر عمل پیرا رہتی تھیں۔ جس کی ایک مثال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''یعنی لوگوں کے ساتھ ان کے مقام کے مطابق برتاؤ کرو''

آپؓ اس فرمان کے مطابق عمل پیرا رہتی تھیں چنانچہ ایک مرتبہ ایک معمولی حیثیت کا سائل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں آیا آپؓ نے اس کو روٹی کا ایک ٹکڑا دے دیا جسے لے کر وہ چلا گیا۔ اس کے بعد ایک اور سائل آیا جو صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوا تھا اور کسی قدر عزت دار معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ آپؓ نے اس کے رتبے کا خیال فرماتے ہوئے اس سائل کو بٹھا کر کھانا کھلایا اور پھر رخصت کر دیا۔

لوگوں نے آپؓ سے عرض کیا کہ ان دونوں آدمیوں کے ساتھ دو قسم کے برتاؤ کیوں کئے گئے؟ (کہ ایک کو روٹی کا ٹکڑا دے کر روانہ کر دیا اور دوسرے کو بٹھا کر کھانا کھلا کر رخصت کیا) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''لوگوں سے ساتھ ان کے حسب حیثیت معاملہ کیا کرو'' (ابوداؤد، کتاب الادب)

﴿ کچھ اور ہی نظر آتا ہے یہ کاروبار جہاں ﴾

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک مسکین نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ کھانے کو مانگا اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے انگور رکھے ہوئے تھے آپؓ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ انگور کا ایک دانہ لے کر اس کو دے دو۔

وہ شخص (انگور کے دانے کی طرف) حیرت و تعجب سے دیکھنے لگا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے اس دانے میں تمہیں کتنے ذرے دکھائی دے رہے ہیں؟ یہ فرما کر آپؓ نے اس آیت کو پڑھا:

"فمن یّعمل مثقال ذرة خیراً یّرہ" (الزلزال/۷۔ حیاۃ الصحابہ/۲)

"سو جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا"

اگر غور کیا جائے تو اس مختصر سے واقعہ کے اندر نصائح و مواعظ کا ایک جہاں پوشیدہ ہے اگر انسان اپنے ہر ہر عمل کے بارے میں اس نقطہ نظر سے سوچنے لگ جائے چاہے وہ عمل کتنا ہی معمولی، حقیر، مختصر اور ادنی سا کیوں نہ ہو؟ کہ مجھے اپنے ہر عمل پر بدلہ ملنے والا ہے۔ اگر نیک عمل ہے تو جزا اگر برا عمل ہے تو سزا ملے گی.......... تو یہی خیال اور فکر ہی انسان کی دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

کچھ اور ہی نظر آتا ہے یہ کاروبار جہاں
نگاہ شوق اگر ہو شریک بینائی!

﴿ آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا آپ کی دو بیویاں؟ ﴾

ابھی تک پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس وقت کی بات ہے کہ ایک دفعہ ایک بھدی سی اور معمولی شکل و صورت کا ایک جوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بیعت کی درخواست کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ ﷺ کے پاس تشریف رکھتی تھیں۔

اس جوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری دو بیویاں ہیں جو اس سرخ رنگ والی سے زیادہ خوبصورت ہیں (ان کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف تھا) اگر آپؐ کی مرضی ہو تو میں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں آپؐ اس سے نکاح کر لیں۔

اس نومسلم کی پیش کش سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ازراہ مزاح اس نومسلم سے کہا: بھائی! آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا آپ کی بیویاں زیادہ خوبصورت ہیں؟

وہ جوان بولے: میں ان دونوں سے زیادہ خوبصورت ہوں۔ جب وہ چلے گئے تو حضور اقدس ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس نومسلم جوان کی اس سادگی کے عالم میں کی گئی پیش کش پر کافی دیر تک مسکراتے رہے یہ جوان صحابی رسول ﷺ حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

(مستدرک حاکم)

محبت کی گرہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نکاح کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مجھے بیاہ کر گھر لائے تو ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ کو میرے ساتھ کس قدر محبت ہے آپؐ نے فرمایا کہ مجھ کو تم سے اتنی زیادہ اور اس قدر مضبوط اور گہری محبت ہے جس طرح رسی کی گرہ پختہ اور مضبوط ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی کبھی آپؐ سے پوچھ لیا کرتی تھی کہ حضور! آپ کی محبت کی گرہ کس حال میں ہے؟

رسول اکرم ﷺ مسکرا کر فرماتے بہت اچھے حال میں ہے اور اس میں کوئی تبدیلی اور کمزوری نہیں آئی۔ (ایضاً)

دیکھا میں نے تم کو کیسے بچالیا......!

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے گھر حاضر ہوئے تو دروازے میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اونچی آواز میں بات کرتے سنا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات پر (سخت) غصہ آیا جب اندر

داخل ہوئے تو صاحبزادی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے کہتے ہیں کہ میں بھی سن رہا ہوں کہ تو حضور ﷺ کے سامنے اونچا اونچا بول رہی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (نے) یہ کہہ کر طمانچہ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ فوراً رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو روک دیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں دیکھا میں نے تم کو کیسے بچا لیا ورنہ پٹ گئی ہوتیں۔ (ایضاً)

﴿واقعہ ایلاء﴾

حضور اکرم ﷺ نہایت سادہ زندگی بسر فرماتے تھے کئی کئی ماہ گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے غلہ اور کھجوروں کی جو مقدار مقرر تھی۔ وہ ان کی ضروریات کے لیے ناکافی تھیں۔

جبکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے علم میں تھا کس مسلمانوں کی فتوحات کا دائرہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ اور مال غنیمت اس قدر جمع ہو چکا ہے کہ اس کا ادنیٰ سا حصہ بھی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپؐ درمیان میں تشریف فرما ہیں اور ادھر ادھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تشریف فرما ہیں اور گھریلو اخراجات میں اضافہ کا تقاضا چل رہا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادیوں سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کو تنبیہ کر کے اس مطالبہ سے باز رکھا۔ ان دونوں نے حضور اکرم ﷺ کو زائد خرچ کی تکلیف نہ دینے کا وعدہ کیا لیکن دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں۔

اتفاق سے ان ہی دنوں حضور اکرم ﷺ گھوڑے کی پیٹھ سے گر گئے تھے اور آپؐ کے پہلو مبارک پر چوٹ آ گئی تھی۔

یہ حالات و واقعات آپؐ کے سکون و آرام میں اس قدر خلل انداز ہوئے کہ آپؐ

نے عہد فرمایا کہ ایک ماہ تک ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نہیں ملیں گے۔

منافقین اسلام ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے یہ خیال کیا کہ حضور ﷺ نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طلاق دے دی ہے۔ اس خبر کو شہرت دی گئی۔ جب یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچی تو وہ سخت رنجیدہ اور غم زدہ ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خبر سن کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت آنحضرت ﷺ ایک بان کی سادہ چارپائی پر لیٹے استراحت فرمارہے تھے اور آپؐ کے جسم اطہر پر بان کے نشانات پڑ چکے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت اپنے کو جذبات کو ضبط نہ کرسکی۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات تسبیح کے دانوں کی طرح گرنے لگے۔ آپؓ نے اشک بار آنکھوں کے ساتھ عرض کیا:

''یارسول اللہ! کیا آپؐ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟

آپؐ نے فرمایا ایسی کوئی بات نہیں۔ حقیقت صداقت وصداقت کی ترجمان لسانِ نبوت (ﷺ) سے یہ خبر سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ساختہ پکار اٹھے، ''اللہ اکبر'' اور پھر یہ خوشخبری تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچادی۔

جب ایلاء کی مدت یعنی ایک ماہ گزر گیا۔ تو آپؐ سب سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ایک دن گن رہیں تھیں۔ عرض کرنے لگیں یارسول اللہ! آپؐ نے تو ایک ماہ کے لیے عہد فرمایا تھا جبکہ ابھی تو انتیس دن ہی گزرے ہیں (یعنی ابھی عہد پورا ہونے میں ایک دن باقی ہے) آپؐ نے فرمایا: عائشہ! مہینہ کبھی کبھی انتیس کا بھی تو ہوتا ہے۔ رواہ مسلم کتاب الطلاق، باب ایلاء (۹۳۰/۱) (الکتب الستۃ)

میں ناراضگی میں بھی صرف زبان سے آپکا نام چھوڑتی ہوں

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو میں تمہاری ناراضگی کو پہچان جاتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! آپؐ میری ناراضگی تو کس طرح پہچان جاتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو اپنی بول چال میں یوں کہتی ہو "یارب محمد" اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو یوں کہتی ہو "لا و ربّ ابراھیم" اس وقت رب محمد نہیں کہتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کا خیال درست ہے مگر میں ناراضگی کی حالت میں بھی صرف زبان سے آپؐ کا نام ہی چھوڑتی ہوں آپؐ کو دل سے نہیں بھولتی۔ رواہ البخاری جلد۲ کتاب النکاح (۸۲۷، ٤) مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۲۹، ٤، ٤)

علامہ کرمانیؒ نے حضرت قاضی عیاضؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صرف زبان سے حضور ﷺ کا نام گرامی چھوڑنا ان کی غیرت کی وجہ سے تھا اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور آپؓ نے جو یہ بھی فرمایا ہے کہ "میں صرف زبان سے ہی آپ کا نام چھوڑتی ہوں" اس بات کی دلیل ہے آپؓ کا دل محبت رسول ﷺ سے سرشار رہتا تھا۔ صرف نام چھوڑنا محض ایک فطری جذبے کی بنیاد پر ہوتا تھا جو جذبہ عورتوں میں کسی کے ساتھ شدید محبت کرنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ البخاری، کتاب الادب، (۸۹۸/۲ حاشیہ نمبر۱)

جنگ جمل سے پہلے......!

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے ساتھ حضرت ام سلمہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سب حج کے لیے تشریف لے گئے تھیں۔ جب انہوں نے وہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور بغاوت کے واقعات سنے تو سخت غمگین ہوئیں اور آپؓ مسلمانوں کے باہمی افتراق سے نظام مسلمین میں خلل اور فتنے کے اندیشے سے پریشان تھیں۔

اسی حالت میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر، حضرت نعمان بشیر حضرت کعب ابن عجرہ، اور چند دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ معظّمہ پہنچ گئے کیونکہ قاتلان عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے بھی قتل کے درپے تھے۔ یہ حضرات اہل بغاوت کے ساتھ شریک نہیں تھے بلکہ یہ حضرات اہل بغاوت کو فتنہ انگیزیوں اور شر پھیلانے سے روکتے تھے۔

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد یہ حضرات جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ تو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو یہ مشورہ دیا کہ آپ لوگ اس وقت تک مدینہ طیبہ نہ جائیں جب

تک کہ باقی لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد جمع ہیں اور وہ ان سے قصاص لینے سے مزید فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں تو اس وقت تک آپ لوگ کچھ روز ایسی جگہ جا کر رہیں جہاں اپنے آپ کو مامون سمجھیں، جب تک کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتظام پر قابو نہ پالیں اور تم لوگ جو کچھ کوشش کر سکتے ہو وہ کرو تا کہ یہ لوگ امیر المومنین کے گرد سے ہٹ جائیں اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے قصاص یا انتقام لینے پر قادر ہو جائیں۔

یہ حضرات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس مشورے پر راضی ہو گئے اور بصرہ جانے کا ارادہ کیا کیونکہ اس وقت بصرہ میں مسلمانوں کے لشکر جمع تھے۔ ان حضرات نے وہاں جانے کا قصد کر لیا تو ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی درخواست کی کہ انتظام حکومت برقرار ہونے تک آپ بھی ہمارے ساتھ بصرہ میں قیام فرمائیں۔

اور اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں اور مفسدین کی قوت و شوکت اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان پر حد شرعی جاری کرنے سے بے قابو ہونا خود نہج البلاغہ کی روایت سے واضح ہے۔ یاد رہے کہ نہج البلاغہ کو شیعہ حضرات مستند مانتے ہیں۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ ''حضرت امیر سے ان کے بعض اصحاب و رفقاء نے خود کہا کہ اگر آپ ان لوگوں کو سزا دیدیں جنہوں نے عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر حملہ کیا تو بہتر ہوگا۔ اس پر حضرت امیر نے فرمایا کہ میرے بھائی! میں اس بات سے بے خبر نہیں جو تم کہتے ہو، مگر یہ کام کیسے ہو جبکہ مدینہ پر یہی لوگ چھائے ہوئے ہیں اور تمہارے غلام اور آس پاس کے اعراب بھی ان کے ساتھ لگ گئے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کی سزا کے احکام جاری کر دوں تو نافذ کس طرح ہوں گے''

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک طرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجبوری کا اندازہ تھا تو دوسری طرف یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے مسلمانوں کے قلوب زخمی ہیں اور ان کے قاتلوں سے انتقام لینے میں تاخیر جو امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مجبوری دیکھی جا رہی تھی اور مزید یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں بھی شریک ہوتے تھے۔

جو لوگ حضرت امیر المومنین کی مجبوری سے واقف نہ تھے ان کو اس معاملہ میں ان سے

بھی شکایت پیدا ہو رہی تھی۔ ممکن تھا کہ یہ شکوہ و شکایت کسی دوسرے فتنے کا آغاز نہ بن جائے اس لیے لوگوں کو فہمائش کر کے صبر کرنے اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قوت پہنچا کر نظم مملکت کو مستحکم کرنے اور باہمی شکوہ و شکایت کو رفع کر کے اصلاح بین الناس کے ارادے سے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بصرہ کے سفر کا اردہ کیا اس سفر میں آپؓ کے محرم بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ان کے ساتھ تھے اور بصرہ کے سفر کا مقصد خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت قعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان فرمایا تھا۔

ایسے شدید فتنہ کے وقت اصلاح بین المومنین کا کام جس قدر اہم دینی خدمت تھی وہ بھی ظاہر ہے اس کے لیے اگر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بصرہ کا سفر محارم کے ساتھ اور پردہ کے آہنی ہودج میں اختیار فرمالیا تو اس کو جو شیعہ اور روافض نے ایک طوفان بنا کر پیش کیا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے احکام قرآن کی خلاف ورزی کی اس کا کیا جواز ہوسکتا ہے......؟ قصص معارف القرآن (ص ۳۰۸)

واقعہ جنگ جمل

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ادائیگی حج کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی تھیں کہ آپؓ کو خلیفہ سوم سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دردناک شہادت کی خبر ملی آپؓ بہت رنجیدہ ہوئیں ماہ محرم میں عمرہ کر کے واپس لوٹنے کا ارادہ ترک کیا عمرہ کی ادائیگی کے بعد واپس ہونے لگیں اور ''مقام سرف'' پر پہنچیں تو ان کو عبید بن ابی سلمہ ملے آپؓ انہیں دیکھ خوش ہوئیں اور فرمایا کہ تم بہت اچھے وقت میں آئے ہو انہوں نے کہا کہ کیا آپ جانتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے اور مدینہ طیبہ آٹھ روز تک بغیر خلیفہ کے رہا ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت فرمایا کہ پھر ان لوگوں نے کیا کیا؟ انہوں نے بتایا کہ تمام اہل مدینہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں جبکہ اس وقت باغیوں کی جماعت مدینہ طیبہ میں غلبہ رکھتی ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ لوٹ گئیں۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر آپ مسجد حرام کے دروازے پر اتریں اور حطیم میں جانے کا ارادہ

کیا چنانچہ لوگوں نے وہاں پردے کا انتظام وانصرام کر دیا۔

جب ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حطیم میں پہنچیں اور سب لوگ جمع ہو گئے تو (آپؓ نے) ان سب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے لوگو! مختلف شہروں اور مختلف چشموں کے فتنہ پردازوں اور اہل مدینہ کے غلاموں نے مل کر اس شہید امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ بے سروپا الزام لگایا تھا کہ یہ امیر فتنہ پردازی کر رہا ہے اور اس نے ایسے کم عمروں کو حاکم بنایا ہے جن کے ابھی دانت بھی نہیں نکلے حالانکہ ان نوعمروں کو اس سے قبل بھی استعمال کیا جا چکا ہے اور بہت سے مواقع پر ان نو عمروں نے ان کی حفاظت بھی کی ہے اور یہ ایسے امور ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں اور ان امور کی ان نوعمروں کے علاوہ کوئی اور اصلاح نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ فتنہ پرداز ان کے پیچھے لگ گئے اور ان سے ان کے عہدے کو چھین لینے کا ارادہ کیا اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ اس سے ہمارا مقصد ''اصلاح'' ہے اور جب انہیں اس فتنہ پردازی کا کوئی عذر نہ مل سکا اور نہ وہ کوئی عیب و نقص ثابت کر سکے تو سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے اس طرح لوگوں پر ان کے اقوال و افعال کا تضاد عیاں ہو گیا نیز انہوں نے وہ خون بہایا جس کا بہانا حرام تھا اور انہوں نے اس خون کو بہا کر ایک قابلِ احترام شہر کو خونریزی کے لیے حلال کر لیا اور وہ مال جس کا لینا حرام تھا وہ لوٹ لیا۔ اور جس ماہ کسی کافر تک کا خون بہانا حرام تھا اور جس ماہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مقدس اور معزز بنایا تھا اسے انہوں نے حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خون کے لیے حلال کر دیا اس ماہ کی حرمت تک کا پاس اور لحاظ نہ کیا۔

خدا کی قسم! اگر ان قاتلین عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیسے لوگوں سے زمین کے تمام طبق بھی بھر دیئے جائیں تو بھی ان سب لوگوں کے مقابلے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک انگلی بھی بہتر ہے۔ میں تم لوگوں کے اس اجتماع سے ان باغیوں کے خلاف مدد چاہتی ہوں تا کہ انہیں سزا دی جا سکے''

اس تقریر کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عسکر نامی اونٹ پر سوار کرایا گیا وہ اونٹ یعلی بن امیہ نے ۸۰ دینار میں خریدا تھا اس تیاری کے بعد لشکر نے کوچ کیا۔

ادھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لشکر کی روانگی کی اطلاع مل چکی تھی انہوں نے سہل بن حنیف انصاری کو مدینہ طیبہ پر امیر متعین کیا اور خود لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

باہمی فتنوں اور جھگڑوں کے وقت جو صورتیں دنیا میں پیش آیا کرتی ہیں ان سے کوئی اہلِ بصیرت و تجربہ غافل نہیں ہوسکتا اور ہر دور میں ایسے معاندین رہے ہیں جو مسلمانوں کو غلط فہمیاں پیدا کر مسلمانوں میں باہمی سب وشتم بلکہ قتل و جدال تک کا ذریعہ بنتے رہے ہیں۔ یہاں بھی یہی صورت درپیش تھی کہ مدینہ طیبہ سے آتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سفر بصرہ کو منافقین اور مفسدین نے حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے صورت بگاڑ کر اس طرح پیش کیا کہ یہ سب اس لیے بصرہ جا رہے ہیں کہ وہاں سے لشکر ساتھ لے کر آپ کا مقابلہ کریں اگر آپ امیر وقت ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ اس فتنہ کو آگے بڑھنے سے پہلے وہیں جا کر روکیں۔

حضرت حسن و حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت عبداللہ بن عباس، جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس رائے سے اختلاف بھی کیا اور مشورہ یہ دیا کہ آپ ان کے مقابلہ پر لشکر کشی اس وقت تک نہ کریں جب تک صحیح صورت حال معلوم نہ ہو جائے مگر کثرت دوسری طرف رائے دینے والوں کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی طرف مائل ہو کر لشکر کے ساتھ نکل آئے، اور یہ شریر اہل فتنہ و بغاوت بھی آپؓ کے ساتھ نکل پڑے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ سے روانہ ہوئے اور مقام ربذہ پہنچے وہیں آپؓ کو اس بات کی اطلاع ملی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لشکر آگے بڑھ رہا ہے چنانچہ آپؓ نے دوسری اطلاع آنے تک اسی مقام پر قیام فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال عرفی بیان کرتے ہیں کہ چلتے چلتے جب ہم حواب کے چشموں تک پہنچے تو وہاں کتے ہمیں دیکھ کر بھونکنے لگے تو لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ کونسا چشمہ ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ چشمہ حواب کے نام سے مشہور ہے۔

عرفی بیان کرتے ہیں کہ میرا یہ جواب سن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زور سے چیخیں اور اپنے اونٹ پر زور سے چابک مار کر اسے ہنکایا اور فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی

ازواج سے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے کہ جس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اے لوگو مجھے واپس لے چلو آپؓ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اونٹ کو ہنکایا۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے اپنے اونٹوں کو تیز کر دیا۔ اور وہ سب واپس لوٹ گئے حتی کہ جب اگلا روز آیا اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے اور چیخ کر بولے: بچاؤ بچاؤ!

خدا کی قسم! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر تمہارے سروں پر پہنچ چکا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے لشکر والے آگے بڑھ کر مرید کے مقام پر پہنچ گئے۔ اور بالائی جانب سے مرید میں داخل ہو گئے اور وہاں ڈیرے ڈال دیے۔ ادھر عثمان ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے مقابلے میں نکل پڑے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید کے دائیں جانب کھڑے تھے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریر کے لیے آگے بڑھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور فضیلت کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تقریر شروع فرمائی اس وقت ان کی آواز نہایت بلند تھی جیسے ایک صاحب جلال عورت کی ہونی چاہئے ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ عثمان ابن حنیف کے ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ چنانچہ اگلی صبح بیت المال کے سامنے جنگ شروع ہوگئی اور صبح سے زوال تک جنگ نہایت شدت سے جاری رہی۔ اس جنگ میں عثمان ابن حنیف کے بہت سارے ساتھی قتل ہوئے اور فریقین کے بہت سارے لوگ بھی زخمی ہوئے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر کے منادی جنگ بندی کا اعلان کر رہے تھے۔ لیکن کسی نے بھی ان کے اعلان پر کان نہ دھرا بلکہ مخالفین کو بدستور قتل کرتے رہے حتیٰ کہ ان کو سب کو خاک وخون میں نہلا کر دم لیا۔

جب عثمان ابن حنیف کی لشکر کی کمر ٹوٹ گئی، تو انہوں نے صلح کے لیے پکارنا شروع کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر نے ان کی صلح کی درخواست قبول کر لی۔ اس کے بعد

کچھ ضمنی واقعات ہوئے مثلاً عثمان ابن حنیف کا قید ہونا۔ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل وغیرہ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ذی قار میں قیام پذیر تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قعقاع بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں حضرت عائشہ کی طرف رضی اللہ تعالیٰ عنہا بطور قاصد کے روانہ کیا تا کہ وہ ان سے صلح کے بارے میں بات چیت کریں۔

حضرت قعقاع حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے اور ان سے عرض کیا کہ ام المومنین! کہ آپ کے یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہوا؟ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''ای بنی الاصلاح بین الناس ''یعنی میرے پیارے بیٹے! میں اصلاح بین الناس کے ارادہ سے یہاں آئی ہوں، پھر حضرت طلحہ اور زبیر کو بھی قعقاع رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بلا لیا۔ قعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ قاتلان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حد شرعی جاری کرنے کے سوائے ہم کچھ نہیں چاہتے حضرت قعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سمجھایا کہ تم لوگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں میں سے چھ سو قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر چکے ہو، جبکہ جنگ سے زبردست تباہی آئے گی اس کام کے لئے سکون واطمینان کی ضرورت ہے یہ کام تو اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مسلمانوں کی جماعت منظم اور مستحکم نہ ہو جائے۔ ہم نظم وسکون پیدا ہونے پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص خود لیں گے۔ اس لیے آپ حضرات پر لازم ہے کہ اسوقت آپ مصالحت کی صورت اختیار کرلیں۔ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی یہی خیالات ہیں تو ہم مصالحت پر آمادہ ہیں۔

حضرت قعقاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اطلاع دی وہ بھی بہت مسرور اور مطمئن ہو گئے لوگوں نے اعلان صلح کی وجہ سے نہایت بے فکری سے رات گزاری اور سب لوگوں نے واپسی کا قصد کرلیا اور تین روز اس میدان میں قیام اس حال پر رہا کہ کسی کو اس میں شک نہیں تھا کہ اب دونوں فریقوں میں مصالحت کا اعلان ہو جائے گا اور چوتھے دن صبح کو یہ اعلان ہونے والا تھا اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات

حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہونے والی تھی۔

مگر وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور ان کے قتل میں شریک کار تھے پوری رات آپس میں مشورہ کرتے رہے حتی کہ ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ خاموشی کے ساتھ جنگ چھیڑ دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ تم اول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جماعت میں پہنچ کر قتل وغارت گری شروع کر دو تا کہ وہ اور ان ساتھی یہ سمجھیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے عہد شکنی ہوئی اور یہ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں۔

یہ شیاطین اپنے منصوبے کے تحت صبح کے اندھیرے میں لشکر سے راز داری کے ساتھ نکلے اور جو لوگ جس قبیلے کے تھے وہ اپنے اپنے قبیلے کی طرف گئے اور ان پر حملہ کر دیا اس اچانک حملے سے ایک شور مچ گیا اور ان کی شیطانی چال چل گئی اہل بصرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر اور دیگر قبائل نے اپنے اپنے حامیوں کو پکارنا شروع کر دیا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جماعت پر حملہ ہو گیا ہے اور وہ یہ سمجھنے میں معذور ہو گئے کہ یہ حملہ امیر المومنین رضی اللہ عنہا کے لشکر کی طرف سے ہوا ہے اس کی جوابی کاروائی شروع ہو گئی۔

سبائی برابر جنگ بھڑکا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے چلا چلا کر فرمایا کہ تم اپنے ہاتھ روک لو اور گھبرانے کی بات نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہا نے جب یہ ماجرا دیکھا کہ جنگ کسی صورت نہیں تھم رہی تو قتال کے سوا چارہ نہ رہا۔

کعب بن ثور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپؓ میدان جنگ میں چلیئے شاید اللہ تعالیٰ آپؓ کے ذریعے صلح کروائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ڈولی میں سوار ہوئیں اور وہ ڈولی زرہیں چڑھا کر عسکر نامی اونٹ پر رکھ دی گئی۔

ادھر جنگ زوروں پر تھی جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال دیکھا تو کعب کو حکم دیا کہ قرآن مجید اٹھا کر لاؤ، اور ان لوگوں کو کتاب اللہ کی دعوت دو کعب قرآن حکیم لے کر آگے بڑھے اور مخالفین کے سامنے سے گزرے۔ لشکر علی رضی اللہ عنہ میں سب سے آگے سبائی تھے اور وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ صلح ہو چنانچہ وہ سب کعب کے سامنے آ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے لشکر میں تھے اور وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ مخالفین جنگ کے علاوہ اور کسی چیز پر آمادہ نہیں ہیں جب کعب نے سبائیوں کے سامنے قرآن کریم پیش کیا تو ان لوگوں نے انہیں نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کو بھی تیروں کا نشانہ بنایا۔

جب اہل بصرہ نے دیکھا کہ سبائیوں کا اصل رخ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ہے اور وہ ان کے علاوہ کسی اور حملہ نہیں کر رہے ہیں تو اہل بصرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کو گھیر لیا۔ جنگ دو پہر تک شدت سے جاری رہی ظہر کے وقت جنگ بند ہوئی لیکن نماز ظہر کے بعد دوبارہ جنگ شروع ہوگئی۔ دو پہر کے وقت تک لشکر کی کمان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کر رہی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر غالب آ رہا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چلا کر کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کو ذبح کر دو اگر اونٹ ذبح ہوگیا تو یہ لوگ منتشر ہو جائیں گے لہٰذا ایک شخص نے اونٹ کو ذبح کر کے گرا دیا۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ڈولی کو اٹھا لو اور اس پر ایک خیمہ لگا دو اور دیکھو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کوئی زخم تو نہیں آیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لوگوں سے فرمایا کہ تمہیں امان ہے۔ چنانچہ لوگوں نے ایک دوسرے پر وار کرنے سے ہاتھ روک لئے۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بصرہ لے جاؤ لہٰذا محمد بن ابوبکر، اور عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہیں بصرہ لے گئے اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے مکان میں ٹھہرایا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین روز تک لشکر گاہ میں مقیم رہے کیونکہ لوگ اپنے مقتولین تلاش کر کے دفن کر رہے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بصرہ سے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی روانگی کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ مہیا کیں جب روانگی کا وقت آیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں رخصت کرنے کے لیے احتراماً کھڑے ہوگئے، حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا باہر تشریف لائیں

اور لوگوں سے فرمایا اے میرے بیٹو! ہم جلد بازی میں ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہو گئے آئندہ ہمارے ان اختلافات کے باعث کوئی شخص ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ خدا کی قسم! میرا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شروع سے اختلاف تھا لیکن یہ اختلاف اس قسم کا تھا جیسے ساس اور داماد کا ہوتا ہے حقیقت میں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے نزدیک نیک آدمی ہیں۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے لوگو! خدا کی قسم! ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سچ فرمایا اور نیک بات کی ہے میرا اور ان کا اختلاف واقعی اسی قسم کا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔

اس خطاب کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی میل تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیدل چھوڑنے آئے اور پھر اپنے صاحبزادوں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ ایک ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ساتھ دینے کے بعد واپس آئیں۔

غرض مفسدین و مجرمین کی شرارت اور فتنہ انگیزی کے نتیجے میں ان دونوں مقدس گروہوں میں غیر شعوری طور پر قتال کا واقعہ پیش آ گیا اور جب فتنہ ختم ہوا تو دونوں ہی حضرات اس پر سخت غمگین ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ واقعہ یاد آ جاتا تو اتنا روتی تھیں کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا اسی طرح حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس واقعہ سے سخت صدمہ پیش آیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتنہ ختم ہونے کے بعد مقتولین کی لاشوں کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے تو اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر یہ فرماتے کہ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر کر نسیاً منسیا ہو گیا ہوتا...........!

اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب قرآن مجید یہ آیت پڑھتیں "وقرن في بيوتكن" تو رونے لگتیں۔ یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

آیت مذکورہ پڑھنے پر رونا اس لیے نہ تھا کہ قرار فی البیت کی خلاف ورزی ان کے نزدیک گناہ تھی یا سفر ممنوع تھا بلکہ گھر سے نکلنے پر جو واقعہ ناگوار اور حادثہ شدیدہ پیش آ گیا اس پر طبعی رنج و غم اس کا سبب تھا۔ (روح المعانی تاریخ طبری، تاریخ ابن کثیر بحوالہ معارف القرآن)

﴿واقعہ تحریم﴾

حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک بنیادی پہلو عدل وانصاف کے قیام کے حوالے سے بھی نہایت نمایاں اور زندہ جاوید ہے۔ یہی وجہ تھی کہ سیرت مبارکہ کا دامن زندگی کے ہر ہر موڑ پر عدل وانصاف اور توازن سے معمور اور بھرپور دکھائی دیتا ہے۔

عدل وانصاف کا پہلو جس طرح زندگی کے باقی لمحات میں نمایاں ہے اسی طرح یہ شان ازواجی زندگی کے حوالے سے بھی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ آپؐ نے ساری زندگی اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں وہ مثالی عدل وانصاف قائم رکھا کہ کوئی فرد وبشر چراغ رخ زیبا لے کر بھی اس کی نظیر پوری تاریخ انسانیت میں تلاش کرنا چاہے تو اس عدل وانصاف مثل ونظیر نہیں پا سکتا۔

حضور اقدس ﷺ کا معمول مبارک نماز عصر کے بعد تھوڑی دیر کے لیے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کے پاس خبر گیری اور حال احوال دریافت فرمانے تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہ معاملہ بھی سب ازواج رضی اللہ عنہما کے ساتھ یکساں طور پر ہوتا تھا۔

لیکن اتفاق سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں چند روز تک معمول سے زیادہ دیر تک تشریف فرما رہے جبکہ دوسری طرف تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما اوقات مقررہ پر آپؐ کی آمد کی منتظر رہیں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے اس کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہما کے کسی عزیز نے ان کے لیے شہد بھیجا تھا چونکہ آنحضرت ﷺ کو شہد بے حد مرغوب تھا لہٰذا حضرت زینب رضی اللہ عنہما روزانہ آپ کی خدمت میں شہد پیش کرتی تھیں اور اس وجہ سے آپؐ کی معمول کی تشریف آوری میں کچھ فرق آیا ہے۔

آقائے دوجہاں ﷺ کی تشریف آوری میں چند لمحے تاخیر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کو کہاں برداشت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک آپؐ کے ساتھ گزرا ہوا ایک ایک لمحہ میں پوری کائنات سے زیادہ قیمتی تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہما سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا کہ اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔

رسول اللہ ﷺ کو بو سے سخت نفرت تھی۔ شہد کی مکھیاں جس قسم کا رس پھول سے چوستی ہیں اس نوعیت کی لذت اور بو شہد میں پائی جاتی ہے اور عرب میں مغافیر قسم کا ایک پھول تھا جس میں بو پائی جاتی تھی۔ اور جب شہد کی مکھیاں اس پھول کا رس چوستی تھیں تو شہد میں بھی مغافیر کی بو پیدا ہو جاتی تھی۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حفصہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہما کو یہ سمجھا دیا کہ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائیں تو تم پوچھنا کہ یا رسول اللہ! آپ نے منہ سے یہ کیسی بو آ رہی ہے؟ جب آپؐ یہ فرمائیں گے کہ میں تو شہد کھایا ہے تو تم کہہ دینا کہ شاید وہ شہد مغافیر کا تھا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تو شہد پیا ہے۔ ان بی بی نے عرض کیا شاید کوئی مکھی مغافیر کے درخت پر بیٹھی ہو اور اس کا رس چوسا ہو اس وجہ سے شہد میں بھی بو آنے لگی ہے۔ آپؐ تو بدبو کی چیزوں سے بہت پرہیز فرماتے تھے اس لئے آپؐ کے دل میں شہد سے کراہت پیدا ہوگئی اور آپؐ نے قسم کھالی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا اور اس خیال سے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دل شکنی نہ ہو آپؐ نے اس عہد کے اخفاء کی تاکید فرمائی۔

اس واقعہ کے بعد اللہ رب العزت نے بذریعہ وحی اپنے حبیب ﷺ کو اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا:

"یا ایھا النبیّ لِمَ تحرّم ما أحلّ اللّٰہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللّٰہ غفور رحیم قد فرض اللّٰہ لکم تحلّة ایمانکم ج واللّٰہ مولکم و ھو العلیم الحکیم" (التحریم/۱،۲)

(ترجمہ) ''اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تجھ پر حلال کیا ہے اپنی عورتوں کی رضامندی کے لئے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اس نے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے اور اللہ تمہارا مالک و آقا ہے اور وہی سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے''

معارف القرآن (۴۹۸/۸) بخاری کتاب الطلاق (۴۸۶۳) کتاب عشرة النساء باب الغیرہ (۹۷/۱)

﴿ہوتا جو غم عشق سے سینوں میں چراغاں﴾

حضرت کثیر بن عبیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ذرا ٹھہرو میں اپنا پھٹا ہوا کپڑا سی لوں پھر تمہاری بات سنتی ہوں۔

میں نے عرض کی اے ام المومنین! اگر میں باہر جا کر لوگوں کو بتاؤں کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اپنا ہوا کپڑا سی رہی ہیں تو وہ سب آپؓ کے اس پھٹے ہوئے کپڑے کے سینے کو کنجوسی شمار کریں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تو اپنا کام کر، جو پرانا کپڑا نہیں پہنتا اسے نیا کپڑا پہننے کا کوئی حق نہیں ہے (یعنی جو دنیا میں پرانا کپڑا نہیں پہنے گا اسے آخرت میں نیا کپڑا نہیں ملے گا) حیاۃ الصحابہ جلد/۲، بخاری فی الادب (۸۸۲/۲)

ہوتا جو غم عشق سے سینوں میں چراغاں تم میری طرح موسم گل بار سے جلتے

﴿سیدہ حضرت عائشہؓ کا اشعار سننا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیہیں کہ ایک دن حضور ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اس وقت دو انصار لڑکیاں میرے پاس بیٹھ کر وہ اشعار سنا رہی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث میں کہے تھے۔ وہ دونوں لڑکیاں کوئی پیشہ ور گانے والیاں نہیں تھیں۔

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو بستر پر لیٹ کر چہرہ انور دوسری طرف پھیر دیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ یہ شیطانی راگ رسول اقدس ﷺ کے سامنے۔ (یعنی ایسا کرنا نامناسب ہے)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: جانے بھی دو۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے کاموں میں لگے تو میں نے ان دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ باہر نکل گئیں۔ رواہ البخاری (جلد۱)

﴿رسول اکرم ﷺ کا حضرت عائشہؓ کو دلاسہ دینا﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھیں

جب رسول اکرم ﷺ نے احرام باندھنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی۔ جب آپؐ مقام سرف پر پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماہواری شروع ہوگی۔ آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب پہنچے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو روتے ہوئے دیکھا۔

رسول اکرم ﷺ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کی تمام بیٹیوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ (یعنی رونے کی کوئی بات نہیں ہے اور جہاں تک حج کے افعال کا تعلق ہے تو) تو وہ سب کام کرتی رہو جو باقی حج کرنے والے کرتے ہیں سوائے طواف کے اور جب پاک ہو جاؤ تو طواف بھی کرلو۔

رواہ البخاری کتاب الحج (۱۶۶۰) وابوداؤد کتاب المناسک (۱۵۲۱) والنسائی مناسک الحج (۲۷۱۳)

واقعۂ تخییر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ان کا نان نفقہ بڑھایا جائے۔ یہ کسریٰ وقیصر کی بیبیاں طرح طرح کے زیورات اور قیمتی لباسوں میں ملبوس ہیں، اور ان کی خدمت کے لئے کنیزیں ہیں، اور ہمارا حال فقر وفاقہ کا آپ دیکھتے ہیں اس لئے اب کچھ توسع سے کام لیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے یہ مطالبہ سنا کہ ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو بادشاہوں اور دنیا داروں میں ہوتا ہے تو آپؐ کو اس سے بہت رنج ہوا کہ انہوں نے بیت نبوت کی قدر نہ پہچانی، ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو اس کا خیال نہ تھا کہ اس سے آپؐ کو ایذا پہنچے گی۔

چنانچہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کا نزول فرمایا جنہیں ''آیات تخییر'' کہا جاتا ہے:

''یاایھا النّبی تحل لأ زواجک ان کنتنّ تردُن الحیوۃ الدنیا و زینتَھا فتعالین اُمتّعُکنّ و اُسّرحکنّ سَراحًا جمیلا و ان کنتن تردن اللّٰہ ورسولہ و الدّار الاخرۃ فإنّ اللّٰہ اعدّ للمحسنٰت منکنّ اجرًا عظیمًا۔ (الاحزاب/۲۸،۲۹)

(ترجمہ) ''اے نبی! آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجئے تم اگر دنیوی زندگی اوراس کی بہار چاہتی ہوتو آؤ میں تم کو کچھ مال ومتاع دے دیتا ہوں اور تمہیں خوبی کے ساتھ رخصت کردوں گا اپنی سنت کے موافق طلاق دے دونگا۔ اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو چاہتی ہو اور عالم آخرت (کی فلاح وکامیابی کو) چاہتی ہوتو تم میں نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے (آخرت میں) اجرعظیم مہیا کررکھا ہے''

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت تخییر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے اظہار واعلان کی ابتداء مجھ سے فرمائی اور آیت سنانے سے پہلے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں مگرتم اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا، بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرکے جواب دینا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آپؐ کی مجھ پر خاص عنایت تھی کہ مجھے والدین سے مشورہ کے بغیر اظہار رائے سے آپؐ نے منع فرمایا کیونکہ آپؐ کو یقین تھا کہ میرے والدین مجھے کبھی یہ رائے نہ دیں گے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے مفارقت اختیار کرلوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ آیت سنی تو فوراً عرض کیا کہ:

''کیا میں اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ لینے جاؤں؟ میں تو اللہ کو اوراس کے رسول (ﷺ) کو اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ جواب سن کر آپؐ کے چہرہ انور پر خوشی ومسرت کے آثار نمایاں ہوگئے پھر باقی سب ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے بھی یہی جواب دیا اور کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کے مقابلے میں دنیا کی فراخی کو قبول نہ کیا۔

(رواہ البخاری بخاری کتاب المظالم (۲۲۸۸) ومسلم)

حضرت عائشہؓ کا اولاد کی خواہش کرنا

ایک دن رسول اقدس ﷺ اپنے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں اٹھا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے اور خوشی خوشی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بالایا

تا کہ وہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آنحضرت ﷺ کی مشابہت کا مشاہدہ کرسکیں۔

ادھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اے کاش! اللہ تعالیٰ میرے بطن سے بھی اولاد پیدا فرمادیں تا کہ رسول اللہ ﷺ اسے بھی پیار کریں اور میرا رتبہ بھی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آپ ﷺ کی نگاہ میں بڑھ جائے۔ یہ سوچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شدت تمنا سے رونا آ گیا لیکن آپؓ نے اپنے آنسوضبط کر لئے۔

آنحضرت ﷺ نے اس بات کو محسوس فرمایا اور ان کی زنانہ طبیعت پر ناراض ہوئے۔

(قصص النساء فی القرآن)

حضرت عائشہؓ کی کنیت

کنیت عرب میں شرافت کا نشان تھی اس وجہ سے ہر خاص و عام اپنی کنیت رکھتا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چونکہ کوئی اولاد نہ تھی اس لئے ان کی کوئی کنیت بھی نہ تھی۔ آپؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو انہیں اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ آپ ﷺ نے نومولود بچے کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور یہ پہلی چیز تھی جو پیدائش کے بعد بچے کے پیٹ میں گئی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری تمام سہیلیوں کی کنیتیں ہیں آپ میری بھی کنیت مقرر فرمادیجئے آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی کنیت رکھ لو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی کنیت ''ام عبداللہ'' رکھ لی جو آپؓ کی وفات تک رہی۔ رواہ الترمذی، کتاب تفسیر القرآن (۳۲۴۰) معارف القرآن (۱۲۶/۷، ۱۲۸،۱۲۷)

رسول اکرم ﷺ کا مرض وفات میں دینار صدقہ کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے اپنے مرض وفات میں ایک دن مجھے حکم دیا کہ ہمارے گھر میں جو سونے کے دینار رکھے ہوئے ہیں انہیں صدقہ کردو۔ میں آپ ﷺ کے مرض کی شدت کی وجہ سے پریشان تھی اس لیے حکم پر فوری عمل نہ کرسکی۔

جب آپ ﷺ کو کچھ افاقہ ہوا تو پوچھا کہ تم نے ان دیناروں کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے مرض کی شدت کی وجہ سے مشغول ہوگئی تھی (اس لئے صدقہ نہیں کرسکی) آپ ﷺ

نے فرمایا ''وہ سونا میرے پاس لاؤ'' چنانچہ وہ سات یا نو دینار لے کر میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: ''محمد کا کیا گمان ہے کہ وہ اپنے رب سے اس حال میں ملے کہ یہ دینار اس کے پاس ہوں'' لہٰذا آپؐ نے وہ دینار صدقہ کر دیئے۔

(مسند احمد ٦ بحوالہ سیرت عائشہؓ)

﴿خلافت صدیقؓ کی وصیت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار میں نے کیا ''وارساہ'' یعنی ہائے میرا سر (سر میں درد کی شدت کی بناء پر ایسا فرمایا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں کہ ''واراساہ''۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ میں ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلوا لیتا لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ باتیں بنانے والے باتیں بنائیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں (اور انہیں خلافت کی وصیت لکھ دیتا۔ اب جبکہ یہ خدشہ ہے اس لئے وصیت نہیں لکھتا) لیکن میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان ایسا نہیں ہونے دیں گے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی دوسرے کو خلیفہ بنائیں۔ (رواہ بخاری، باب وفات النبیؐ)

﴿''خلدِ بریں'' کو بھی رشک ہے جس فرشِ زمین پر﴾

جب رسول اکرم ﷺ کے مرض میں شدت پیدا ہوئی تو اس وقت آپؐ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں مقیم تھے۔ جب مرض کی شدت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا تو آپؐ نے اپنی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت طلب فرمائی کہ وہ مرض کے یہ ایام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گزارنا چاہتے ہیں چنانچہ تمام ازواج رضی اللہ عنہن نے خوشی کے ساتھ اجازت دے دی۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے سہارے سے اٹھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے آئے۔ پھر یہیں انتقال پرملال ہوا اور یہیں دفن کیے گئے۔

رواہ البخاری کتاب المرض، باب مرض الوفات کتاب عشرۃ النساء باب الغیرۃ (۳۵۲/۱)

﴿سیدنا صدیق اکبرؓ کی امامت﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کے مرض نے شدت اختیار کر لی تو ایک دن صبح کی نماز میں لوگ آپؐ کے منتظر تھے آپؐ نے کئی دفعہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ غش آ گیا (اور آپؐ نہ اٹھ سکے) آخر آپؐ نے حکم فرمایا: ''ابو بکر امامت کریں''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے خیال ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کی جگہ جو شخص کھڑا ہو گا لوگ اس کو منحوس اور ناپسندیدہ تصور کریں گے اس لیے میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ابو بکر بہت رقیق القلب ہیں ان سے یہ کام نہ ہو سکے گا اور وہ رو دیں گے۔ (یعنی رونے کی وجہ سے امامت نہ کروا سکیں گے) لیکن آپؐ نے یہ سننے کے باوجود دوبارہ یہی ارشاد فرمایا تو میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ تم عرض کرو انہوں نے بھی حضور ﷺ سے یہی درخواست کی (کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے جماعت کرائیں گے ان پر گریہ طاری ہو جائے گا) تو آپؐ نے فرمایا تم عورتیں یوسف (علیہ السلام) کو دھوکہ دینے والیاں ہو، کہہ دو کہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امامت کریں چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی امامت کروائی اور سب لوگوں نے آپؓ کی امامت میں نماز ادا کی۔ (رواہ البخاری باب الھجرۃ)

﴿حضرت عائشہؓ کی ایک عظیم فضیلت﴾

رسول اللہ ﷺ کا مرض وفات شدت اختیار کر چکا تھا اور سرور کائنات ﷺ اس دار فانی کو داغ مفارقت دینے والے تھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؐ کے سرہانے بیٹھی ہوئیں تھیں اور آپؐ ان سے ٹیک لگائے ہوئے جلوہ افروز تھے۔

اسی اثناء میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسواک لیے حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں داخل ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزاج نبوت (ﷺ) سے اچھی طرح آشنا تو تھیں ہی آپؓ فوراً سمجھ گئیں کہ آپؐ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی سے مسواک لی۔ اور مسواک کو اپنے دانتوں سے نرم کر کے آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دی آپؐ نے مسواک قبول فرمائی اور تندرست آدمی کی طرح مسواک فرمائی۔

بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فخر یہ طور پر فرمایا کرتی تھیں تمام بیویوں میں مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری وقت میں بھی میرا جھوٹا اپنے منہ مبارک سے لگایا۔ رواہ مسلم کتاب السلام (۴۰۶۵) والترمذی، کتاب الدعوات (۳۴۱۸)

رسول اکرمؐ کا حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھے انتقال فرمانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صحت وتندرستی اور شفایابی کے لئے دعا مانگ رہی تھیں کہ اچانک رسول اقدس ﷺ نے اپنا درست مبارک جو کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ میں تھا کھینچ لیا اور فرمایا: ''**اللّٰهمّ الرفيق الاعلىٰ**''[1]

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپؐ تندرستی کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبر کو مرتے وقت دنیاوی اخروی زندگی میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

اب جب حقیقت وصداقت کی ترجمان زبانِ نبوت ﷺ سے یہ الفاظ سنے تو آپؓ فوراً چونک پڑیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کنارہ کشی اختیار کر کے آخرت کی زندگی کو قبول فرمالیا ہے۔

آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ آپؐ نے اشاد فرمایا کہ: ثواب بھی بقدر تکلیف ہے'' (یعنی جتنی زیادہ تکلیف انسان کو پہنچی ہے اتنا زیادہ ثواب بھی ملتا ہے)

اب تک تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کو سنبھالے بیٹھی تھیں فرماتی ہیں کہ مجھے دفعتاً آپؐ کے بدن مبارک کا بوجھ محسوس ہوا میں نے آپؐ کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو وہ کھلی ہوئی تھیں۔ آہستگی سے سر اقدس ﷺ کو تکیے پر رکھا اور رونے لگیں۔ بعد میں وہی حجرۂ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؐ کا مدفن بنا۔

رواہ البخاری، باب وفات النبی، کتاب الجمعہ (۸۴۱) ومسلم کتاب السلام (۴۰۶۱)

حضرت عائشہؓ کی ایک واعظ کو تین نصیحتیں

ابن ابی السائب تابعیؒ مدینہ طیبہ کے واعظ تھے۔ واعظین حضرات کی عادت ہوتی ہے کہ وہ مجلس گرم کرنے کے لئے نہایت مسجع دعائیں بنا بنا کر پڑھا کرتے ہیں اور اپنے

تقدس کے اظہار کے لئے موقع بے موقع ہر وقت وعظ کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے خطاب کرکے فرمایا:

''تم مجھ سے تین باتوں کا عہد کرو، ورنہ میں بزور تم سے باز پرس کروں گی''

عرض کیا یا ام المومنین! وہ تین باتیں کیا ہیں۔

آپؓ نے فرمایا کہ:''دعاؤں میں سجع نہ کرو، کہ آپ اور آپؐ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ایسا نہیں کرتے تھے ہفتے میں صرف ایک دن وعظ کیا کرو اگر یہ منظور نہ ہوتو دو دن اور اس سے بھی زیادہ چاہو تو تین دن لوگوں کو خدا کی کتاب سے اکتا نہ دو، ایسا نہ کیا کرو کہ لوگ جہاں بیٹھے ہوں، آ کر وہاں بیٹھ جاؤ اور قطع کلام کرکے اپنا وعظ شروع کردو بلکہ جب ان کی خواہش ہو اور وہ درخواست کریں تب وعظ کرو۔ مسند احمد (۲۱۷/۶)

انصاف پسندی

عام خوددار انسانوں سے انصاف پسندی کا ظہور کم ہی ہوا کرتا ہے۔لیکن پروردگار عالم ان نبوت کے تربیت یافتگان ہی میں یہ گوہرِ نایاب رکھا ہے جس کی بڑی مثال باہم متضاد اخلاقی انواع میں تطبیق ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کمال خوددار ہونے کے ساتھ انصاف پسند بھی تھیں۔

ایک دفعہ مصر کے ایک صاحب ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؓ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ملک کے موجودہ حاکم اور والی کا رویہ میدان جنگ میں کیا رہتا ہے جواب میں عرض کیا کہ ہم کو اعتراض کے قابل کوئی بات نظر نہیں آتی کسی کا اونٹ مر جاتا ہے تو دوسرا اونٹ دے دیتے ہیں اور خادم نہ رہے تو خادم دے دیتے ہیں خرچ کی ضرورت پڑتی ہے تو خرچ بھی دیتے ہیں۔

آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے میرے بھائی محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جو بھی بدسلوکی کی ہو، تاہم ان کی بدسلوکی مجھے تم کو یہ (حق بات) بتانے سے باز نہیں رکھ سکتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس گھر کے اندر یہ دعا فرمائی تھی کہ:''اے اللہ! جو میری امت کا والی ہو، اگر وہ امت پر سختی کرے تو تو بھی اس کے ساتھ سختی کرنا، اور جو میری امت پر

نرمی کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا''

رواہ مسلم (کتاب الامارۃ) باب فضیلۃ الامام العادل (۲۰/۱۰۰۴) (الکتب الستۃ)

حضرت عائشہؓ کی اپنے بھانجے سے ناراضگی اور صلح

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور مشہور صحابی ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں ام المومنین رضی اللہ عنہا ان سے بہت محبت، شفقت اور مہربانی کا معاملہ فرمایا کرتی تھیں گویا انہوں نے ہی بھانجے کو پالا اور اس کی پرورش تھی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی اس قدر فیاضی اور کرم فرمائی سے پریشان تھے کہ وہ خود تکلیفیں اٹھاتی ہیں اور جو کچھ آتا ہے وہ فوراً صدقہ کر دیتی ہیں۔ انہی حالات کے پیش نظر ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کسی طرح روکنا چاہئے۔

آپؓ کو اس فقرے کی اطلاع پہنچ گئی کہ میرے بھانجے نے یہ بات کہی ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات پر سخت ناراض ہوئیں کہ وہ میرا ہاتھ روکنا چاہتے ہیں اور ان سے نہ بولنے کی قسم اٹھالی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو خالہ کی ناراضگی کا بہت صدمہ ہوا انہوں نے خالہ کو راضی کرنے کے لئے بہت سے لوگوں کو بیچ میں ڈالا اور ان سے سفارشیں کروائیں لیکن پھر بھی کام نہ بنا اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنی قسم کا عذر بیان فرما دیا۔ آخر کار جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پریشانی حد سے بڑھ گئی تو حضور اکرم ﷺ کے ننھیال کے دو حضرات کو سفارشی بنا کر ساتھ لے گئے۔

وہ دونوں حضرات اجازت لے کر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے گھر کے اندر داخل ہوئے ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی چھپ کر اندر داخل ہو گئے۔

جب دونوں حضرات پردے کے پیچھے بیٹھ گئے اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا پردے کے اندر بیٹھ گئیں اور بات چیت فرمانے لگیں تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جلدی سے پردے میں چلے گئے اور خالہ سے لپٹ کر بہت روئے اور منت سماجت کی خوشامد کی وہ دونوں

حضرات بھی مسلسل سفارش کرتے رہے اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے سے متعلق حضور اکرم ﷺ کے ارشادات مبارکہ یاد دلاتے رہے اور احادیث میں جو ممانعت آئی ہے وہ سناتے رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان احادیث مبارکہ کی تاب نہ لا سکیں جن میں کسی مسلمان سے بولنا چھوڑنے پر عتاب وارد ہوا ہے، رونے لگیں اور آخر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاف فرما دیا، لیکن اپنی قسم کے کفارے میں بار بار غلام آزاد کرتیں رہیں یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد فرما دیئے۔ پھر بعد میں جب بھی قسم کو توڑنے کا خیال آ جاتا تو اس قدر روتیں کہ دوپٹہ آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔ رواہ البخاری، کتاب المناقب، باب الھجرۃ (۸۹۷/۲)

حضرت عائشہؓ کی حق گوئی

عمرو بن غالب تابعی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمار اور اشتر تینوں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عمار نے سلام عرض کیا: اے امی جان السلام علیک! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلامتی ہو۔ یہاں تک کہ حضرت عمار نے دو یا تین مرتبہ اسی سلام کو دہرایا۔

پھر عرض کیا: اگرچہ آپ کو یہ بات بری لگے مگر اللہ کی قسم! آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہماری ماں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ عرض کیا یہ اشتر ہیں تو آپؓ نے فرمایا تم وہی ہو جس نے میرے بھانجے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اشتر نے جواب دیا: جی ہاں میں نے ہی ان کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ: اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو تو کبھی فلاح نہیں پا سکے گا۔ باقی عمار تم نے رسول اکرم ﷺ سے یہ حدیث مبارک سن رکھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

کسی مسلمان کا خون کسی صورت میں حلال نہیں ہے سوائے تین صورتوں کے پہلی صورت کوئی شادی شدہ انسان زنا کا ارتکاب کرے، یا کوئی اسلام کے بعد ارتداد اختیار کر لے، یا کسی کو قتل کرنے کے بدلے میں قصاصاً اس کو قتل کیا جائے۔

رواہ البخاری کتاب الدیات (۶۳۷۰) ومسلم کتاب القسامہ (۳۱۷۵)، والترمذی کتاب الدیات (۱۳۲۲)

﴿حبشیوں کا کھیل دیکھنا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہیں اور ان حبشیوں کو دیکھ رہے جو مسجد میں اپنے نیزوں کے ساتھ جنگی فنون کے مظاہرے کر رہے ہیں تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی چادر مبارک سے ڈھانپا اور آپ حضور ﷺ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان سے ان حبشیوں کو جنگی فنون کے مظاہرے کرتے ہوئے دیکھتی رہیں۔ حضور اکرم ﷺ بھی مسلسل کھڑے رہے حتی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود ہی دیکھتے دیکھتے اکتا گئیں اور واپس لوٹ گئیں۔

رواہ البخاری: کتاب الصلوۃ (۴۳۵) ومسلم، کتاب صلاۃ العیدین (۱۴۷۹) والنسائی باب اللعب فی المسجد (۱۴۸۳،۱۲۳/۱)

جبکہ حضرت عبید بن عمیر لیثی تابعی (متوفی ۶۸ھ) کی روایت میں ہے کہ انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ ان کے دل میں حبشی غلاموں کو جنگی مظاہرے پیش کرتے ہوئے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے پیچھے کھڑی ہو کر انہیں دیکھنے لگیں۔ رواہ احمد (۲٤۸۵۸)

علامہ سندھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حبشیوں کے کھیل دیکھنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقصد ان کا کھیل دیکھنا تھا، نہ کہ ان کے چہروں کی طرف دیکھنا یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت نابالغ تھیں یا یہ واقعہ مردوں کے چہرے کی طرف دیکھنے کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ حاشیہ سندھی نسائی شریف (۲۳٦/۱)

﴿چاندی کے دو کنگن......!﴾

اسلام میں سونا اور ریشم کا استعمال مردوں کے لئے ناجائز اور عورتوں کے لیے جائز ہے لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں اس قسم کے آرائشی تکلفات اور دولت وحشمت کا اظہار ناپسند تھا اور آپ کی نگاہ ہمیشہ آخرت کی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی طرف مرکوز رہتی تھی۔ اس جب ایک دفعہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سونے

کے کنگن پہن لیے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

''عائشہ! میں تمہیں اس سے بہتر کنگن نہ بتاؤں تم ان کنگنوں کو اتار دو اور چاندی کے دو کنگن بنوا کران پر زعفران کا رنگ چڑھا دو'' (رواہ النسائی، کتاب الزینۃ (۵۰۵۲) انفرد بہ النسائی)

قصہ ایک رات کا......!

ایک دفعہ رات کے وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائیں۔ اس زمانہ میں گھروں پر چراغ نہیں جلتے تھے۔ اسی اثناء میں حضور اکرم ﷺ بھی تشریف لائے اور سیدھے ایک جانب کو بڑھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ وہ زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس بات پر غصہ آ گیا وہ کچھ بول پڑیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے برابر کا جواب دیا، باہر مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ انہوں یہ آوازیں سنیں تو رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ باہر تشریف لے آئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والد کی ناراضگی محسوس کر کے سہم گئیں۔ (تفسیر الام ''لا تدخلو بیوت النبیؐ '')

بچیوں کی تربیت کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہی کہ ایک دن میرے پاس ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے سوال کیا اس عورت کے ساتھ دو بچیاں بھی تھیں اس وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی ایک کھجور اس عورت کو دے دی۔

اس عورت نے کھجور کے ٹکڑے کیے اور دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا اور خود کچھ بھی نہ کھایا۔ اس کے بعد جیسے ہی وہ عورت گئی نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو پورا ماجرا سنا دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص (مرد و عورت میں سے کوئی بھی) لڑکیوں کی دیکھ بھال اور پرورش میں مبتلا کیا گیا یعنی ان کی خدمت و پرورش کی ذمہ داری اس پر ڈالی گئی اور پھر اس نے ان کے ساتھ

اچھا سلوک کیا تو وہ لڑکیاں اس شخص کو آتش دوزخ سے بچانے کے لیے اس کے واسطے آڑ اور رکاوٹ بن جائیں گی" (رواہ البخاری مسلم، مشکوۃ المصابیہ)

علمی مقام

اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علمی میدان میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین بھی آپؓ سے مسائل پوچھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حضرت عطیہؒ اور حضرت مسروقؒ، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے ام المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) میں سے دو حضرات ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو جلدی افطار کرتے ہیں اور نماز کی ادائیگی میں بھی جلدی کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہ افطار کرنے میں بھی دیر کرتے ہیں اور نماز پڑھنے میں تاخیر سے کام لیتے ہیں۔ (گویا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ دونوں میں سے کن صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا عمل افضل اور درست ہے)

چنانچہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کون جلدی کرتا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کاموں (افطار اور نماز کی ادائیگی) میں جلدی کرتے ہیں آپؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ بھی یونہی کیا کرتے تھے۔ رواہ الترمذی، کتاب الصوم عن رسول اللہ (۶۳۷) والنسائی کتاب الصوم (۲۱۲۹)

حضرت امیر معاویہؓ کو نصیحت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مختصر سی نصیحت فرمانے کی درخواست کی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں لکھا:

''السلام علیکم'' امابعد!

میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص انسانوں کی ناراضگی کی

پرواہ نہ کرتے ہوئے خدا کی رضا جوئی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تو خدا تعالیٰ اس کو انسانوں کی ناراضگی کے نتائج سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو خدا تعالیٰ کو ناراض کر کے انسانوں کی رضامندی کا خواہش مند ہوگا خدا اس کو انسانوں کے ہاتھوں میں سونپ دے گا'' والسلام

رواہ الترمذی ابواب الزہد (۲۳۴۸)

پردے اٹھے جبیں سے ہر شی نکھر گئی.......!

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک سوئی ادھار لے رکھی تھی۔ میں اس سوئی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا سی لیا کرتی تھی۔

ایک مرتبہ اندھیری رات تھیں وہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی میں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہ آئی۔ اسی دوران سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھر میں تشریف لے آئے تو جونہی آپ گھر کے اندر داخل ہوئے تو آپ کے چہرہ انور کے نور کی شعاؤں سے پورا گھر منور اور روشن ہوگیا اور مجھے اس روشنی میں سوئی دکھائی دینے لگی چنانچہ میں نے مسکرا کر سوئی اٹھالی۔ (کنز العمال)

حضرت عائشہؓ کا خواتین پر احسان

بعض اولیاء لڑکی کی رضامندی کے بغیر جبراً صرف اپنے اختیار سے لڑکی کا نکاح کر دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا۔ عورتوں کی عدالت عالیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مبارکہ ہی تھا۔ چنانچہ وہ لڑکی جس کے اولیاء زبردستی لڑکی کا نکاح کر دیا تھا وہ اسی آستانے پر حاضر ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما نہیں تھے۔

اس عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ میرے والد (زبردستی) میرا نکاح اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دیا ہے تاکہ میرے ساتھ نکاح کرنے سے اس کی حیثیت بڑھ جائے اور اس کا کم رتبہ بلند ہو سکے حالانکہ میں اس نکاح سے ناخوش ہوں۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو بٹھا لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ ؐ کے سامنے صورت حال عرض کی گئی۔ رسول اقدس ﷺ نے لڑکی کے باپ کو بلایا اور لڑکی کو اپنا مختار آپ بنا دیا۔ یہ سن کر لڑکی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے باپ نے جو کچھ کیا، میں اب اس کو جائز ٹھہراتی ہوں، میرا مقصد صرف یہ تھا کہ عورتوں کو اپنے حقوق معلوم ہو جائیں۔ رواہ النسائی: کتاب النکاح باب البکر یزوج ابوھاوھی کارھۃ (۳۲۱۷)

حضرت علی المرتضیٰؓ کی برأت کا اظہار

جب امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خوارج کے ہاتھوں شہادت پائی اور لوگوں نے آ کر واقعہ شہادت بیان کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاحب سے پوچھا کہ اے عبداللہ! میں تم سے جو پوچھوں گی، سچ سچ بیان کرو گے، عرض کی کیوں نہ بیان کروں گا۔۔۔؟

چنانچہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ لوگ جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ان کا کیا واقعہ ہے، انہوں نے امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مصالحت تحکیم خوارج کی مخالفت، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان کو سمجھانا ان کا نہ ماننا سب بیان کیا۔ آپؓ نے یہ سن کر بیان فرمایا: ''خدا علی (رضی اللہ عنہ) پر رحمت بھیجے، ان کو جب کوئی بات پسند آتی تو یہی کہتے'' صدق اللہ و رسولہ'' (اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے سچ فرمایا) اہل عراق ان پر جھوٹی تہمت باندھتے ہیں، اور بات کو بڑھا کر بیان کرتے ہیں'' رواہ احمد (۸۶/۱، ۸۷) والبخاری، (۱۹۱)

دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات اقدس میں پروردگار عالم نے قناعت پسندی کی صفت موجزن فرمائی تھی انہوں نے اپنی ازواجی زندگی جس عسرت اور فقر و فاقہ سے بسر کی وہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے لیکن اس کے باوجود کبھی شکایت کا کوئی حرف زبان پر نہیں آیا، بیش بہا لباس، گراں قیمت زیور، عالی شان عمارت، لذیذ الوان نعمت، ان میں سے کوئی چیز شوہر کے ہاں ان کو حاصل نہیں ہوتی اور وہ دیکھ بھی رہی تھیں کہ فتوحات کا

خزانہ سیلاب کی طرح ایک طرف سے آتا ہے اور دوسری طرف نکل جاتا ہے تاہم کبھی ان کی طلب بلکہ ہوس بھی ان کو دامن گیر نہیں ہوئی۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک دفعہ انہوں نے کھانا طلب کیا پھر فرمایا میں کبھی سیر ہو کر نہیں کھاتی، کہ مجھے رونا نہ آتا ہو ان کے ایک شاگرد نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا مجھے وہ حالت یاد آتی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے دنیا کو چھوڑا خدا کی قسم! دن میں دو دفعہ کبھی سیر ہو کر آپؐ نے روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔ رواہ الترمذی، ابواب الزہد (جلد۲ص ۵۶)

عجیب اظہارِ ناراضگی

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی کی برائی کرنے یا بدگوئی کرنے سے ہمیشہ احتراز فرمایا کرتی تھیں بلکہ ایک حرف بھی کسی کی توہین کا منقول نہیں ہے آپؓ اپنی سوکنوں کا ذکر بھی کشادہ پیشانی سے فرماتیں تھیں حضرت حسان رضی اللہ عنہ جن سے افک کے واقعہ میں آپؓ سخت صدمہ پہنچا تھا ان کے بارے میں بھی کبھی کوئی توہین امیز کلمہ نہیں فرمایا۔ بلکہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ تو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی مجلس میں شریک ہوتے تھے اور آپؓ انہیں بڑی خوشی سے جگہ دیتی تھیں۔

ایک دفعہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا ایک قصیدہ سنانے لگے، جس کے ایک شعر کا مطلب یہ تھا کہ "وہ بھولی بھالی عورتوں پر تہمت نہیں لگاتی" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو افک کا واقعہ یاد آگیا اس پر اور تو کچھ نہ کہا صرف اتنا ہی فرما دیا کہ: "لیکن تم ایسے نہیں ہو" (سیرت عائشہؓ)

بدگوئی سے احتراز

اسی طرح ایک دفعہ بعض عزیزوں نے افک کے واقعہ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شرکت کی وجہ سے انہیں برا بھلا کہنا چاہا، حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں جب آپؓ نے یہ دیکھا تو فوراً سختی کے ساتھ ان کو روک دیا کہ حسان (رضی اللہ عنہ) کو برا نہ کہو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مشرک شاعروں کو جواب دیا کرتے تھے۔ (ایضاً)

﴿سارے جہاں کا درد میرے جگر میں ہے!﴾

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک سائلہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آئی دو ننھے منھے بچے بھی اس کے ساتھ تھے، اس وقت گھر میں کچھ اور نہ تھا تین کھجوریں تھیں ان کو دلوائیں، سائلہ نے ایک ایک کھجور ان بچوں کو دی اور ایک کھجور خود اپنے منہ میں ڈال دی۔

بچوں نے اپنا اپنا حصہ (ایک، ایک کھجور) کھالی تو وہ اپنی ماں کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے (جیسے کہ بھوک کی شدت کا شکوہ کر رہے ہوں کہ اس ایک کھجور سے بھوک کی آگ کیسے بجھے۔۔!)

جب ماں نے بچوں کی یہ حالت زار دیکھی تو اس کی ممتا نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ ایک کھجور بھی اپنے حلق سے نیچے اتارے اس نے اپنی کھجور بھی منہ سے نکالی اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے پھر آدھی آدھی کھجور دونوں بچوں میں بانٹ دی۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی یہ منظر دیکھ رہی تھیں آپؓ ماں کی محبت کا یہ حسرتناک منظر اور اس کی یہ بے کسی دیکھ کر بے تاب ہوگئیں اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ (مستدرک حاکم، طیالسی ۲۰۶)

﴿عجیب سزا﴾

ایک دفعہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں، لوگوں نے کہا کہ کسی نے ٹوٹکا وغیرہ کیا ہے۔ آپؓ نے اپنی ایک باندی کو بلایا جب وہ آئی تو اس سے پوچھا کہ کیا تو نے مجھ پر ٹوٹکا کیا ہے؟ باندی نے اقرار کیا کہ جی ہاں میں نے آپؓ پر ٹوٹکا کیا ہے۔ آپؓ نے پوچھا، کیوں کیا؟ وہ بولی تا کہ آپؓ جلد دنیا سے رخصت ہو جائیں تو میں جلدی آزاد ہو جاؤں۔

چنانچہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ اس کو کسی شریر کے ہاتھ بیچ ڈالو، اور اس کی قیمت سے دوسرا غلام خرید کر کے آزاد کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس باندی کی قیمت سے دوسرا غلام خرید کر آزاد کر دیا گیا۔

دار قطنی، موطا امام مالک، موطا امام محمد باب العتق، مستدرک حاکم (کتاب الطب)

﴿حسنِ معاشرت کی عمدہ مثال﴾

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ دھو رہی تھیں کہ نبی کریم ﷺ قریب سے گزرے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محبت سے حضور ﷺ پر پانی کا چھینٹا پھینکا۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی فوراً چلو میں پانی بھر کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر پھینکا اور دونوں مسکرانے لگے، پھر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دیکھو عائشہ! میں نے زیادتی نہیں کی بلکہ بدلہ لیا ہے۔ اور بدلے کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے۔ (ایضاً)

﴿دیگر ازواج مطہراتؓ کو فرمان نبویؐ یاد دلانا﴾

رسول اللہ ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس مال میں سے اپنا حصہ طلب کرنے کے لیے بھیجا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اقدس ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اقدس ﷺ کی دیگر ازواج رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے اس مطالبے کی تردید کی اور کہا کہ ”کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ اور کیا تمہیں علم نہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:

”ہمارے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے“

آپؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے ان کو یہ بات بتائی تو وہ اپنے مطالبے سے رک گئیں۔

رواہ البخاری، کتاب الفرائض باب قول النبیؐ لانورث، موطا امام محمد (ص ۳۱۹)

﴿حضرت عائشہؓ اور عذاب قبر﴾

ایک دفعہ دو یہودی عورتیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں باتوں باتوں میں انہوں نے کہہ دیا کہ: ”خدا تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے بچائے......“

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے یہ آواز بالکل نئی تھی چنانچہ آپؓ ان کی یہ بات سن کر چونک پڑیں اور ان سے فرمایا کہ قبر میں عذاب نہ ہوگا۔ پھر تسکین نہ ہوئی اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ان سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپؐ نے فرمایا: یہ سچ ہے۔ رواہ البخاری کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر (۱۸۴ج۱)

پھر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی دعاؤں کو غور سے سنا تو دیکھا کہ آپؐ عذاب قبر سے بھی پناہ مانگتے ہیں۔

﴿اصولِ زندگی سکھلائے اس نے اہل عالم کو﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بڑھیا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی تو حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا جَثّامه مزنیة ۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں آج سے تمہارا نام (جثامہ کے بجائے) حُسَّانه مزنیة ہے تم کیسی ہو؟ تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تم لوگ کیسے رہے؟ اس نے جواب دیا: یارسول اللہ! خیریت ہے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔

جب وہ باہر چلی گئی تو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس بڑھیا پر بڑی توجہ فرمائی؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! یہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے زمانے میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور پرانے تعلقات کی رعایت کرنا ایمان میں سے ہے۔ اخرج البیہقی وابن النجار بحوالہ حیاۃ الصحابہؓ (۲۶۸/۲)

﴿حاکمِ وقت مروان کے سامنے اعلان حق﴾

مروان مدینہ منورہ کا گورنر تھا اس نے مجمع عام میں خلافت کیلئے یزید کا نام پیش کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر اس کی مخالفت کر دی۔ مروان غضبناک ہوا اور ان کو گرفتار کروانا چاہا وہ دوڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں گھس گئے۔ مروان ان کے گھر میں گھسنے کی جرأت نہ کر سکا اور کھسیانا ہو کر بولا: یہی وہ ہے جس کی شان میں یہ آیت اتری ہے۔ ''و الذی قال لوالدیه اف لکما''

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اوٹ کے پیچھے سے فرمایا ہم لوگوں کی شان میں خدا نے کوئی آیت نہیں اتاری۔ سوائے اس کے کہ میری برأت فرمائی ہے۔

رواہ البخاری تفسیر سورۃ احقاف (۴۴۵۳)

اس سے اشارہ ملتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یزید کی جانشینی سے خوش نہ تھیں۔

سیرت عائشہ (ص ۱۵۰)

﴿یارسول اللہ! کیا بدلہ لینا جائز ہے﴾

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک لکڑی کا ٹکڑا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف پھینکا اتفاق سے وہ ٹکڑا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاؤں پر لگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چوٹ محسوس کی اور زیرلب مسکراتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا بدلہ لینا جائز ہے؟

حضور اقدس ﷺ فوراً پہچان گئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بدلہ لینا چاہتی ہیں تو آپؐ نے فوراً فرمایا ہاں بدلہ لینا جائز ہے مگر اتفاقی حادثہ پر نہیں۔ (مستدرک حاکم)

﴿سانپ کو مار کر فدیہ ادا کرنا﴾

ایک مرتبہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ایک سانپ نکل آیا آپؓ نے اس کو مار ڈالا۔ کسی نے کہا کہ آپؓ نے غلطی کی ہے کیونکہ ممکن ہے یہ کوئی مسلمان جن ہو، آپؓ نے فرمایا اگر وہ مسلمان جن ہوتا تو امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجروں میں نہ آتا، اس نے کہا جب وہ آیا تھا تو اس وقت آپؓ ستر پوشی کی حالت میں تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ دلیل سن کر متاثر ہوئیں اور سانپ کو مارنے کے فدیہ میں ایک غلام کو آزاد فرمادیا۔ (مسند احمد/۶)

﴿وہ ادائے دلبری ہو کہ......!﴾

رسول اکرم ﷺ ہمیشہ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے اور ہمیشہ ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی میں خود رسول اکرم ﷺ سے روٹھ جاتی تو آپؐ مجھے مناتے اگر میں صلح نہ کرتی تو آپؐ فرماتے کہ اچھا اس معاملہ میں کسی کو حکم بنالو۔

ایک دفعہ ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا اور آپؐ نے فرمایا کہ اگر تمہاری صلاح ہو تو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم بنالوں۔ میں نے عرض کیا: نہیں وہ تو بہت سخت ہیں میں اپنے باپ کو حکم بناتی ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا وہ معاملہ سن کر مجھے مارنے لگے، میں دوڑ کر آپؐ کی پشت مبارک کی طرف بیٹھ گئی۔

جب میرے والد چلے گئے تو میں پھر آپؐ سے الگ ہو کر بیٹھ گئی۔ آپؐ نے مجھے بلایا

میں نے انکار کیا تو آپؐ ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ ابھی تو میری پیٹھ سے لگی بیٹھی تھی اور اب میں بلاتا ہوں تو نہیں آتی۔ (سیرت عائشہؓ ص ۱۲۱)

﴿تین چیزیں﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ وہ کونسی چیز ہے جس کا روکنا (یعنی سائل کو نہ دینا) درست نہیں ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پانی، نمک اور آگ''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس پانی کی (ضرورت) کو ہم بھی جانتے ہیں۔ لیکن نمک اور آگ میں کیا بات ہے؟

(یعنی یہ چیزیں تو پانی کے برابر نہیں ہیں) آپؐ نے فرمایا: اے حمیرا (یاد رکھ) جس نے کسی کو آگ دی تو جس قدر چیزیں اس آگ سے پکیں گی۔ گویا وہ سب اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے دی ہیں اور جس نے کسی کو نمک دیا تو جس قدر اس نمک سے خوش ذائقہ کھانے تیار ہونگے گویا وہ سب اسی نے اللہ کی راہ میں دیئے۔

اور جب شخص نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی مل سکتا ہو تو گویا اس نے غلام آزاد کر دیا اور جس کسی نے ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہیں ملتا تھا تو گویا اس نے پیاسے کو زندگی عطا کی۔ (رواہ ابن ماجہ)

﴿باعثِ زینت چیز﴾

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سفر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سواری میں ایک شوخ اونٹ تھا۔ وہ اس کو کبھی دائیں کبھی بائیں پھراتی تھیں یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! سہولت اور نرمی اختیار کر کیونکہ یہ دونوں ایسی چیزیں ہیں کہ جس چیز میں یہ پائی جائیں تو اس چیز کے لیے یہ باعثِ زینت بن جاتی ہیں اور جس چیز میں یہ نہ ہوں تو ان کا نہ ہونا اس چیز کو معیوب بنا دیتا ہے۔ (سیرت عائشہؓ)

﴿دفع بخار کی دعا﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایسے حال میں تشریف لائے کہ وہ بخار میں مبتلا تھیں اور بخار کو برا بھلا بھی کہہ رہیں

تھیں (اکثر مریض ایسے کیا کرتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخار برا نہ ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا گیا ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تم کو وہ کلمات سکھا دوں کہ ان کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ بخار دور کر دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: آپؐ وہ کلمات مجھے ضرور سکھائیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہو:

"اللّٰھم ارحم جلد الرفیق و عظمی الدفیق من شدة الحریق یا ام ملام ان کنت امنت بالله العلی یعلم فلا تصدعی الراس ولاتتنی الضم ولاتا کلی اللحم ولاتشر الدم و تحولی عنی انی من اتخف مع الله اله اخر"

(ترجمہ) "یا اللہ! میری باریک کھال اور چھوٹی چھوٹی ہڈیوں پر رحم فرما کہ حرارت کی شدت سے بچا اے ام ملام! (تپ کا نام) میں خداوند برتر و بہتر سے پناہ چاہتی ہوں کہ تو میرے سر میں درد اور میرے منہ میں بوءِ بدنہ پیدا کر نہ میرا گوشت کھا نہ میرا خون پی، تو مجھے چھوڑ کر ان لوگوں کی طرف چلی جا جو خدا کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہیں" (بیہقی)

"عبا" کا بچھونا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اس نے رسول اللہ ﷺ کا بچھونا دیکھا جو طے کی ہوئی ایک "عبا" تھی وہ دیکھ کر چلی گئی اور پھر میرے پاس ایک ایسا بستر بھیجا جس میں صوف بھرا ہوا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپؐ نے پوچھا کہ اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک انصاری عورت آئی تھی وہ آپؐ کا بستر دیکھ کر چلی گئی تھی اور پھر اس نے میرے پاس یہ بچھونا بھیج دیا آپؐ نے یہ سن کر تین بار فرمایا: اس کو واپس کر دو اس کو واپس کر دو، اس کو واپس کر دو۔ مگر مجھے وہ بچھونا اچھا معلوم ہوتا تھا اور میں چاہتی تھی کہ میرے گھر میں رہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اس کو واپس کر دو۔

قسم ہے اللہ کی ! اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ میرا خالق سونے اور چاندی کے پہاڑ چلاتا۔ (بیہقی ابن سعد، خصائص کبریٰ)

نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں نے ہمارے ہاں بکری کی ایک ٹانگ بھیجی۔ میں نے اس ٹانگ کو پکڑا اور حضور ﷺ نے اس کے ٹکڑے کئے یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے پکڑا اور میں نے ٹکڑے کئے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا اے ام المومنین ! کیا یہ کام چراغ کی روشنی میں ہوا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اگر ہمارے پاس چراغ جلانے کے لئے تیل ہوتا تو ہم اسے پی لیتے۔ (طبرانی بحوالہ حیاۃ الصحابہ)

مجھے کیا غرض نشان سے……!

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفات سے قبل شدید بیمار ہوگئیں تھیں لوگ عیادت اور تیمارداری کے لئے حاضر خدمت ہوئے کوئی خیریت دریافت کرتا تو آپؓ فرماتیں اچھی ہوں، کوئی آپؓ کو بشارت سناتا یا آپؓ کی تعریف کرتا تو فرماتیں اے کاش میں بے جان پتھر ہوتی۔

چنانچہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، اور حاضری کی اجازت چاہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تامل ہوا کہ وہ آکر کہیں تعریف نہ کرنے لگ جائیں۔ لیکن آپؓ کے بھانجوں نے ان کی سفارش کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؓ کے نیک وصالح بیٹوں میں سے ہیں اور وہ آپؓ کو سلام کرنے حاضر ہوئے ہیں۔ تو آپؓ نے اجازت دے دی۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور کہا کہ آپؓ کا ازل سے خطاب ام المومنین ہے آپ رسول اکرم ﷺ کی سب سے محبوب زوجہ تھیں آپ کے

رسول اکرم ﷺ اور دیگر اقربا کے ملنے کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہے کہ جتنی دیر میں آپ کی روح آپ کے جسم سے نکلے گی آپ رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب زوجہ تھیں اور رسول اللہ ﷺ پاکیزہ چیز سے ہی محبت کر سکتے ہیں۔ لیلۃ الابواء میں آپ کا ہار گم ہو گیا تو رسول اکرم ﷺ اور تمام لوگ وہیں ٹھہرے رہے ان کے پاس پانی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی کہ:

"فتیمموا صعیدًا طیباً" (پس تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو)

اور اس رخصت کے نازل ہونے کی وجہ بھی آپؓ کی ذات گرامی بنی تھی۔ آپ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی آیات نازل کیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ابن عباس! تم مجھے اپنی اس تعریف سے معاف رکھو، مجھے تو یہ پسند ہے کہ میں کوئی بھولی بسری داستان ہو جاتی۔

(رواہ البخاری کتاب المناقب باب مناقب عائشہؓ (۳۴۸۷ ۱/۵۳۲) مستدرک حاکم)

سیدنا عمر فاروقؓ کے ساتھ ایثار کا معاملہ

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے قدموں کی طرف حجرۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں دفن ہوں لیکن ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہ کہہ سکتے تھے۔

آخری وقت میں نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو بھی اس خلش سے بے چین تھے بالآخر اپنے صاحبزادے کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو میری طرف سے سلام عرض کرو اور درخواست کرو کہ "عمر کی تمنا ہے کہ وہ اپنے رفیقوں کے پہلو میں دفن ہو"

چنانچہ صاحبزادے نے جا کر ساری بات حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے عرض کی تو آپؓ نے فرمایا: اگرچہ وہ جگہ میں نے خود اپنے لیے رکھی تھی لیکن عمر کے لیے خوشی سے یہ ایثار گوارا کرتی ہوں۔ ان کو میرے حجرے میں رسول اقدس ﷺ کے قدم مبارک کی طرف دفن کر دیا جائے۔

اجازت کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی آپؓ نے پھر بھی وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ دربار نبوی (ﷺ، حجرۂ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دہلیز) تک لے جا کر رکھ دینا پھر اجازت طلب کرنا، اگر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اجازت مرحمت فرمادیں تو میرا جنازہ حجرۂ مبارکہ کے اندر داخل کر دینا اور مجھے وہیں دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دوبارہ اجازت طلب کی گئی اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ اجازت دے دی اور جنازہ اندر لے جا کر آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کے قدموں کی جانب دفن کر دیا گیا۔ رواہ البخاری کتاب الجنائز (جلد ۱)

﴿اِنّا للّٰہ و اِنّا اِلیہ راجعون﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا آخری حصہ سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا بھی آخیر زمانہ ہے، اس وقت ان کی عمر سرسٹھ برس تھی۔ سن ۵۸ ھ میں رمضان المبارک میں بیمار ہوئیں چند روز تک علیل رہیں یہانتک کہ ۱۷ رمضان المبارک بمطابق ۱۳ جون ۶۷۸ء کو نماز وتر کے بعد رات کے وقت اس جہانِ فانی کو خیر آباد کیا۔

(انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون)

آپؓ نے وفات سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ جنت البقیع میں ہی دفن کیا جائے اور مجھے وفات کے بعد فوراً ہی کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپؓ کو رات کے وقت ہی جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

اس رات جنت البقیع میں جنازہ میں اتنا ہجوم تھا کہ لوگوں کا بیان ہے کہ رات کے وقت اتنا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ عورتوں کا اژدھام دیکھ کر روز عید کے ہجوم کا دھوکا ہوتا تھا۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں مدینہ طیبہ کے قائم مقام حاکم تھے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی اور قاسم بن محمد، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن عتیق، عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے قبر میں اتارا۔ (ایضاً)

مراجع ومصادر

نمبر شمار	اسم الکتاب	اسماء المصنفین
۱۔	قرآن مجید	
۲۔	التفسیر روح المعانی	العلامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الالوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ)
۳۔	التفسیر الکبیر	للأمام الکبیر فخر الدین الرازیؒ (م ۶۰۶ھ)
۴۔	التفسیر ابن کثیر	الامام الجلیل عماد الدین ابوالفدا اسماعیل بن کثیر القرشیؒ (م ۷۷۴ھ)
۵۔	التفسیر الخازن	العلامہ علاء الدین علی بن محمد البغدادی الخازنؒ (م ۷۲۵ھ)
۶۔	التفسیر معارف القرآن	المفتی محمد شفیع العثمانی رحمہ اللہ
۷۔	الصحیح البخاری	امیر المومنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م ۲۵۶ھ)
۸۔	الصحیح المسلم	الامام الھمام مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوریؒ (۲۶۱ھ)
۹۔	الجامع الترمذی	الامام ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)
۱۰۔	السنن للامام ابوداؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)
۱۱۔	السنن للامام النسائیؒ	الامام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م ۳۰۳ھ)
۱۲۔	السنن للامام ابن ماجہؒ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی (۲۷۳ھ)
۱۳۔	السنن للامام لدارمیؒ	الامام عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمیؒ (م ۲۵۵ھ)
۱۴۔	مسند الامام احمدؒ	الامام الجلیل احمد بن حنبلؒ
۱۵۔	الموطا للامام مالکؒ	الامام الحجۃ ابوعبداللہ مالک بن انس الاصبحیؒ المدنی (م ۱۷۹ھ)
۱۶۔	الموطا للامام محمدؒ	الامام ابوعبداللہ محمد بن حسن الشیبانی الکوفیؒ (م ۱۸۹ھ)
۱۷۔	شمائل الترمذی	الامام ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذیؒ (م ۲۲۹ھ)
۱۸۔	المشکوۃ المصابیح	الامام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیبؒ
۱۹۔	کنز العمال	العلامہ علاء الدین علی المتقی رحمہ اللہ

۲۰۔	فتح الباری	الامام احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م۸۵۲ھ)
۲۱۔	الشرح للامام النوویؒ	الامام ابوزکریا یحیٰ بن شرح النووی رحمہ اللہ
۲۲۔	تحفۃ الاحوزی	مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ
۲۳۔	العرف الشذی	العلامہ الشاہ محمد انور الکشمیری رحمہ اللہ
۲۴۔	کشف الباری	شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم
۲۵۔	حاشیہ سندھی	الامام ابوالحسن السندی رحمہ اللہ
۲۶۔	البدایہ والنہایہ	العلامہ ابن کثیر القرشی الدمشقی رحمہ اللہ
۲۷۔	سیرت عائشہؓ	العلامہ سید سلیمان الندوی رحمہ اللہ
۲۸۔	حیاۃ الصحابہؓ	العلامہ محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ
۲۸۔	قصص معارف القرآن	المفتی محمد شفیع العثمانی رحمہ اللہ